﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعۃ المبارک 14/اکتوبر2005ء | 10/رمضان المبارک1426ہجری قمری — 14/اخاء 1384 ہجری شمسی | شمارہ 41

سحری اور افطار

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’’روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور و مسلم)

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
’’جب رات آجائے اور دن چلا جائے یعنی سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار کو روزہ کھول لینا چاہئے۔ (بخاری کتاب الصوم)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

رمضان المبارک تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے

’’رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہوسکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں‘‘۔

(الحکم جلد5 نمبر 27 مورخہ 24/جولائی 1901ء صفحہ 2)

’’﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلّیٔ قلب کرتا ہے۔

تزکیۂ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے۔ اور تجلّیٔ قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔

پس ﴿اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں شک وشبہ کوئی نہیں ہے روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنّت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا نے فرمایا سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ، سلمان یعنی اَلصُّلْحُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے۔ اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی۔ مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جارہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا......۔

خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں ایک عبادات مالی دوسرے عبادات بدنی۔ عبادات مالی تو اسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جس کے پاس نہیں وہ معذور ہیں۔ اور عبادات بدنی کو بھی انسان عالمِ جوانی میں ہی ادا کرسکتا ہے ورنہ 60 سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ ٹھیک کہا کہ ’پیری وصد عیب‘۔ اور جو کچھ انسان جوانی میں کرلیتا ہے اسی کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے۔ اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ موئے سفید از اجل آرد پیام۔

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسب استطاعت خدا کے فرائض بجالاوے۔ روزہ کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔ ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے‘‘۔(البدر جلد 1 نمبر 7 مورخہ 12 دسمبر 1902ء صفحہ 52.

بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۔جلد اوّل صفحہ 646-647)

فرمودات خلفاء

روزوں کی فضیلت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’روزوں کی فضیلت اور اس کے فرائض پر ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے الفاظ میں روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہوسکتے ہیں۔ مثلاً ایک معنے تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم اُن قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی کہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا۔

﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اِتِّقَاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا۔ وقایۃ بنانا نجات کا ذریعہ بنانا وغیرہ ہیں۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو......‘‘۔

’’روزہ ایک دینی مسئلہ ہے۔ یا بلحاظ صحتِ انسانی دنیوی امور سے بھی کسی حد تک تعلق رکھتا ہے۔ پس ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں......‘‘۔

’’مَیں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہ فائدہ تو صحت جسمانی کے لحاظ سے ہے مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ مَیں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سنتا ہوں۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۴۔۳۷۵)

اداریہ

ہمارا رمضان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان کا بابرکت مہینہ ایک دفعہ پھر ہماری زندگی میں جلوہ افروز ہو رہا ہے۔ یہ مہینہ جو اپنے جلو میں ہر قسم کی عبادتوں میں ذوق وشوق میں اضافہ لے کر آتا ہے اور ہر مخلص مسلمان کو یہ موقع بہم پہنچاتا ہے کہ وہ زندگی بھر کی سستیوں، غفلتوں اور گناہوں سے توبہ کر کے خدا تعالیٰ کی رضا کے مواقع سے فائدہ اٹھا کر ایک معصوم و بے گناہ بچے کی طرح ہو جائے۔ اور تھوڑی سی مزید توجہ، کوشش اور خلوص سے کام لیتے ہوئے آئندہ زندگی کو پاک وصاف یعنی متقیوں کی سی بنا لے۔

قادیان میں بچے اور نوجوان ہی نہیں بزرگوں کو بھی بڑے شوق سے کسی مسجد کی چھت پر یا کسی کھلے میدان میں چاند کی تلاش میں کوشاں دیکھا جاسکتا تھا۔ رمضان کے شروع ہوتے ہی بلکہ اس سے بھی کچھ پہلے بچے یہ اصرار شروع کر دیتے تھے کہ ہمیں روزہ رکھنے کے لئے جگایا جائے۔ اگر والدین بچے کی کم عمری کی وجہ سے اسے سمجھاتے کہ بچے تو روزہ نہیں رکھ سکتے تو پھر بھی ان کا یہ اصرار ضرور جاری رہتا تھا کہ ہمیں سحری کے لئے ضرور جگائیں اور بالعموم وہ اپنے شوق اور اصرار کی وجہ سے اور اس وجہ سے بھی کہ ان کے بزرگ بھی تو یہی چاہتے تھے کہ بچوں کو صبح اٹھنے، تہجد اور نماز میں شامل ہونے کی لَت لگ جائے۔ سحری وافطاری کے حسب توفیق اہتمام کا ذکر کرنے کی تو چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس طرح بات زیادہ لمبی ہو جائے گی البتہ یہ ذکر غیر مناسب نہیں ہوگا کہ سحری کے لئے جگانے کا بھی خوب انتظام ہوتا تھا۔ بعض لوگ تو خوشی کے مارے بڑے بڑے ڈھول پیٹتے ہوئے گلیوں میں گھوم رہے ہوتے تھے تو بعض اطفال بھی اس سعادت کو پانے کی خوشی میں کنستروں وغیرہ کو زور زور سے بجاتے ہوئے گزرتے مگر اس کے ساتھ ''صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا، صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ'' کی مترنم اور روح پرور آواز بھی آتی تھی۔

سحری کھا کر مسجدوں کی طرف جانے کا نظارہ بہت ہی پیارا ہوتا تھا۔ قادیان کے رہنے والوں کے لئے تو رمضان کی برکتوں میں ایک نمایاں برکت حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کا درس حدیث تھا۔ اس عاشق رسولؐ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں وہ ایک خاص جذبے اور کیفیت سے حدیث پڑھتے، اس کا مطلب بیان کرتے۔ خود بھی روتے اور حاضرین کو بھی رلاتے۔ ان کا درس ختم ہونے پر لگتا تھا کہ ہم کسی اور ہی دنیا کی سیر کر کے واپس آئے ہیں۔

ربوہ کی مساجد میں بھی اسی طرح درس حدیث کا بابرکت سلسلہ جاری رہا۔ مسجد مبارک ربوہ میں کبھی کبھی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ بھی درس دینے والوں میں شامل ہوتے تھے۔ آپ کا دھیمے مگر مؤثر و پروقار انداز میں درس بھی ایک منفرد رنگ رکھتا تھا۔

دوپہر کو سردیوں میں نماز ظہر وعصر کے درمیانی وقفہ میں اور گرمیوں میں نماز عصر کے بعد درس قرآن کریم کا روح پرور سلسلہ ہوتا تھا۔ حضرت خلیفۃ اوّلؓ، حضرت میر محمد اسحٰقؓ، حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کے درس قرآن کریم تو سننے کا اتفاق نہیں ہوا البتہ ان کی ندرت بیان اور نکتہ آفرینیوں کی شہرت ضرور سننے میں آئی ہے۔ بہت سے ناموں میں سے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب، حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب، حضرت قاضی محمد نذیر صاحب، حضرت قریشی محمد نذیر صاحب، حضرت مولانا ظہور حسین صاحب، حضرت مولوی عبدالغفور صاحب کے نام ذہن میں آرہے ہیں۔ پہلے ایک پارہ کی تلاوت کی جاتی پھر اس کا ترجمہ اور وقت کی رعایت سے کسی قدر تفسیر بھی بیان ہوتی۔ تھوڑے وقت میں قرآنی مطالب جاننے کی یہ بہترین صورت ہوتی تھی۔ پہلے بزرگ تو پورے قرآن کریم کا اکیلے ہی درس دیتے تھے تاہم بعد میں دس دس پارے اور پھر اس کے بعد تو اس سے بھی کم حصے کا درس ایک عالم کے حصہ میں آتا تھا۔ بیرونی جماعتوں میں جہاں علماء کرام موجود ہوتے تھے وہاں بالعموم پورے قرآن مجید کا درس ایک عالم ہی دیا کرتا تھا۔

نماز تراویح کا بھی خاص اہتمام ہوتا تھا۔ اکثر مساجد میں حفاظ کرام بڑی عقیدت و پیار سے قرآن مجید سناتے تھے۔ حفاظ کرام میں سے سب سے زیادہ شہرت تو حافظ روشن علی صاحبؓ کو ملی۔ اسی طرح حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی تلاوت کی بھی بہت شہرت سنی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی تلاوت کی آواز سن کر تو کئی دفعہ راہ چلتے غیر مسلم بھی رُک جاتے اور کھڑے ہو کر ان کی مسحور کُن آواز سے لطف اندوز ہوتے۔ حضرت حافظ محمد رمضان صاحب کی نماز تراویح میں بھی بہت کشش ہوتی۔ لوگ بڑے اہتمام سے دور کے محلوں سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے آتے۔ ان کی آواز بہت بلند تھی۔ پڑھنے کے انداز سے ہی پتہ چلتا تھا کہ وہ مفہوم کو سمجھ کر پڑھ رہے ہیں اور خاصے کی چیز یہ تھی کہ نماز کے بعد خلاصہ مضمون بھی بہت عمدگی سے بیان فرمایا کرتے تھے جن میں مضمون کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عارفانہ اشعار بہت خوبصورتی سے استعمال کئے جاتے تھے۔

قادیان اور ربوہ میں یہ مبارک سلسلے کسی نہ کسی شکل میں برابر جاری ہیں۔ ایک غلام احمد کے ذریعہ قادیان سے نکلنے والے چشمہ صافی سے قرآن وحدیث کی برکات دنیا بھر میں وسیع ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ ان برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(عبدالباسط شاہد)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

منظوم کلام حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا

در ایّامِ کرب

مولا سموم غم کے تھپیڑے پنہ! پنہ!
اب انتظامِ دفعِ بلیّات چاہیئے

جُھلسے گئے ہیں سینہ و دل جاں بلب ہیں ہم
جھڑیاں کرم کی ، فضل کی برسات چاہیئے

مانا کہ بے عمل ہیں نہیں قابل نظر
ہیں ''خانہ زاد'' پھر بھی مراعات چاہیئے

پل مارنے کی دیر ہے حاجت روائی میں
بس التفات قاضیٔ حاجات چاہیئے

اتنا نہ کھینچ کہ رشتۂ امید ٹوٹ جائے
بگڑے نہ جس سے بات وہی بات چاہیئے

میدان حشر کے تصور میں

نہ روک راہ میں مولا شتاب جانے دے
کُھلا تو ہے تری ''جنت کا باب'' جانے دے

مجھے تو دامنِ رحمت میں ڈھانپ لے یوں ہی
حساب مجھ سے نہ لے ''بے حساب'' جانے دے

سوال مجھ سے نہ کر اے سمیع وبصیر
جواب مانگ نہ اے ''لاجواب'' جانے دے

مرے گنہ تری بخشش سے بڑھ نہیں سکتے
ترے نثار حساب و کتاب جانے دے

تجھے قسم ترے ''ستّار'' نام کی پیارے
بروئے حشر سوال وجواب جانے دے

بلا قریب کہ یہ ''خاک'' پاک ہو جائے
نہ کر یہاں مری مٹّی خراب جانے دے

رفیق جاں مرے ۔ یارِ وفا شعار مرے
یہ آج پردہ دری کیسی ؟ پردہ دار مرے

(انتخاب از درّ عدن)

❁❁❁❁❁❁❁

تلاوت قرآن کریم
بعض عام غلطیوں کی اصلاح

(پروفیسر بشارت الرحمن - ایم - اے - مرحوم)

قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔اس کی تلاوت کرتے وقت بعض امور مدنظر رکھنا نہایت درجہ ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کریم کے وقت عربی زبان کے قواعد وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے پوری صحت الفاظ کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے۔اپنی اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے اسے ﴿قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا﴾ فرمایا ہے۔جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کی تلاوت میں عربی زبان کے قواعد کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

تلاوت قرآن کریم میں حروف کی حرکات کی صحت کو قائم رکھنا ضروری ہے۔بعض دفعہ صرف پیش (ُ)اور زیر(ِ) کی تبدیلی سے مضمون میں زمین وآسمان کا فرق پیدا ہوجاتا ہے اور معنی بالکل غلط اور اُلٹ ہوجاتے ہیں۔

مغنی اللبیب کی ''شرح الشرح'' مطبوعہ مصر کے مطابق ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مدینہ میں لوگوں نے ایک غیر عرب شخص کو سورۃ التوبہ کی تیسری آیت کریمہ کو ان الفاظ میں پڑھتے ہوئے سنا:اِنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلِہٖ ......لوگ اس کو پکڑ کر حضرت عمرؓ کے پاس لائے۔اس پر آپ بہت متفکر اور مشوّش ہوئے کیونکہ رَسُوْلِہٖ پڑھنے سے آیت کے معانی میں بالکل ہی الٹی اور خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔اس طرح اس کے یہ معنی بن جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بری الذمہ ہوتا ہے مشرکوں سے اور اپنے رسول سے (بھی)۔العیاذ باللہ۔اصل میں وَرَسُوْلُہٗ ہے اور معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ مشرکوں کے تمام الزامات و اعتراضات سے آج بری الذمہ ہونے کا اعلان کرتا ہے اور اس کا رسولؐ بھی ایسا ہی کرتا ہے۔

اس پر حضرت عمر نے ابوالاسود دُئلی کو بلایا اور فرمایا کہ غیر عربوں کے لئے تلاوت کتاب اللہ میں سہولت اور صحت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ عربی کے قواعد وضوابط کو مرتب کیا جائے اور تم یہ کام کرو۔لیکن بعض دوسری روایات اس واقعہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق بیان کرتی ہیں کہ آپ نے ابوالاسود دُئلی کو بلایا اور عربی کے قواعد مرتب کرنے کا ارشاد فرمایا اور خود بھی انہیں چند قواعد بتلائے۔مثلاً یہ کہ بامعنی مفرد لفظ جو انسان کے منہ سے نکلے وہ یا اسم ہوگا یا فعل یا حرف۔اسم وہ ہے جو کسی چیز کے بارہ میں خبر بتائے یا اس پر دلالت کرے۔اسی طرح فعل اور حرف کی بھی آپ نے تشریح فرمائی۔

اس کے بعد آپ نے ابوالاسود دُئلی کو فرمایا ''اُنْحُ نَحْوَہٗ''۔اب اسی کی مانند تم قواعد مرتب کرتے چلے جاؤ۔ '' نَــــحْــــو '' کے معنی ''مانند'' کے ہوتے ہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس ارشاد میں ''نحو'' کا کلمہ استعمال فرمایا۔چنانچہ اسی بنا پر بعد میں اس علم کا نام علم نَحْو رکھا گیا۔

عام مورخین کا اعتماد حضرت علی کرم اللہ وجہہ والی اس روایت پر ہی ہے۔

پس قرآن مجید کی صحیح تلاوت کے لئے عربی زبان کے کم از کم ابتدائی اصولی قواعد کا علم ہونا ضروری ہے۔کیونکہ عربی زبان میں حرکات کے اختلاف سے معانی کچھ کے کچھ ہو جاتے ہیں۔

اوروں کو جانے دیجئے۔خلافت راشدہ کے بعد خلافت بنوامیّہ میں ولید بن عبدالملک ایک مشہور خلیفہ گزرا ہے جو پہلی صدی ہجری کے اواخر میں تمام عالم اسلام کا واحد فرمانروا تھا۔یہ صاحب بول چال میں بعض اوقات اعراب کی غلطیاں یعنی کلمات کے آخر کی حرکات کی غلطیاں کر جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک اعرابی اُن کے دربار میں فریاد رسی کے لئے حاضر ہوا۔تو ولید نے اُسے مخاطب کر کے کہا مَا شَانَکَ؟(ترجمہ:کس چیز نے تجھے آسیب پہنچایا ہے یا عیب لگایا ہے)۔اس پر بدّو کہنے لگا:اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْنِ۔یعنی مَیں ہر آسیب یا عیب سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔یعنی مَیں نے تو اپنے کسی عیب یا آسیب کا ذکر نہیں کیا ہے۔اس پر خلیفہ کے بھائی سلیمان بن عبدالملک کہنے لگے کہ اصل میں خلیفہ صاحب کا مطلب ہے مَا شَأْنُکَ؟ تیرا کیا حال ہے؟یعنی آپ کو کس بات کی شکایت یا تکلیف ہے؟۔

پس دیکھ لیں کہ اس جملہ میں کس طرح حرکت یعنی زیر، زبر یا پیش کے فرق سے اس کے معنی بدل گئے۔اس لئے قرآن کریم کی تلاوت صحیح طور پر کرنے کے لئے عربی زبان کے بعض موٹے موٹے اصولی قواعد کا جاننا ضروری ہے۔خصوصًا نحو کے وہ قواعد جن کا تعلق اِعراب یعنی کلمات کے آخری حصہ کی حرکات اور اُن کی تبدیلی سے ہے۔آج کل قراءتِ قرآن کریم کے بارہ میں عدمِ توجّہ یا اغلاط کی وجوہات دو ہیں۔

اوّل: آج کل تعلیم قرآن کے سلسلہ میں وہ کوشش وفکر باقی نہیں رہے جو ہمارے بزرگوں کے زمانہ میں رائج تھے۔

دوم: ترنّم کی طرف دنیا کا رُجحان اس قدر بڑھتا چلا جارہا ہے کہ پڑھنے والوں اور سننے والوں دونوں کی توجہ کلام الٰہی کے مضمون کی طرف کم ہوتی ہے اور آواز کے زیر وبم کی طرف زیادہ۔دوسرے لفظوں میں یہ کہنا بھی درست ہوگا کہ بعض تلاوت کرنے والے اپنے ترنّم کو خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کی قراءت کے اصولوں یعنی کلام اللہ کی طیب زبان کے قواعد کے تحت اور اُن کے مطابق نہیں رکھتے بلکہ ان امور پر اپنے خودساختہ ترنّم کو مقدم رکھتے ہیں۔

قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے عظیم ترمعجزہ کے طور پر پیش کیا ہے جس میں اس کا مضمون اور اس کی زبان دونوں آتے ہیں۔کلام اللہ کی طیّب زبان عربی کے قواعدِ قراءت کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو وہ تلاوت خواہ کیسی ہی سریلی اور مترنّم آواز ہو عربی زبان کے قواعد کے لحاظ سے غلط اور غیر صحت مند تلاوت ہوگی کیونکہ یہ کلام عربی زبان میں اتارا گیا ہے۔

حسب وحیٔ ربانی سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ علوم ظاہری وباطنی سے پُر کئے گئے تھے۔علوم ظاہری وباطنی دونوں سے مراد علوم دینیہ یعنی علوم قرآن ہی ہیں۔علوم ظاہری وہ ہیں جو اس ظاہری کان، آنکھ اور غور وفکر کے ذریعہ حاصل کئے جاتے ہیں جن کا رُخ باہر سے اندر کی طرف ہوتا ہے۔انسان خارج میں کوئی لیکچر یا تقریر سنتا ہے جس کی وجہ سے بعض نئے علوم اس کے دماغ میں آن بسیرا کرتے ہیں۔یا خارج میں کسی کتاب کو پڑھ کر اپنے دماغ کو علوم سے پُر کرتا چلا جاتا ہے۔

باطنی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو حواسِ باطنی میں قلب اور اُس کی روحانی استعدادوں اور قوتوں کے ذریعہ سے انسان براہ راست خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بلاشبہ حسبِ کلام خداوندی قرآن کریم سے تعلق رکھنے والے تمام علوم ظاہری وباطنی سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پُر کئے گئے تھے۔اور اپنے حسن واحسان میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق حضرت سیدنا مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے مثیل تھے۔ان علوم ظاہری میں وہ علوم تلاوت وقراءت بھی آجاتے ہیں جن کا عربی زبان سے تعلق ہے اور جن کو مدنظر رکھنا تلاوت قرآن کریم کے وقت ازبس ضروری ہے۔تعلیم الاسلام کالج لاہور میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ایک تقریب کے سلسلہ میں تشریف لائے۔تقریب کی کارروائی حضور کی صدارت میں تلاوت کلام اللہ سے شروع ہوئی جو ہمارے ایک دوست اور رفیق نے بڑی سُریلی آواز میں اور نہایت ترنّم اور خوش الحانی سے کی۔مگر حضرت مصلح موعودؓ کا چہرہ متغیّر ہوگیا اور حضور نے اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کے موضوع پر ہی حاضرین سے خطاب فرمانا شروع کیا۔حضور نے فرمایا: آپ سب کا اس تلاوت کے بارہ میں یہی تأثر ہوگا کہ بہت عمدہ اور مترنّم اور سریلی آواز میں تلاوت کی گئی ہے مگر جہاں تک عربی زبان کے طبعی اور قدرتی اصولوں اور قواعد وضوابط کا تعلق ہے یہ تلاوت سرتاپا اغلاط سے پُر اور غلط تلاوت تھی۔اس کے بعد حضور نے عربی زبان کے بعض وہ قواعد وضوابط بیان فرمائے جن کو مدّنظر رکھنا تلاوت قرآن کریم کے وقت بہت ضروری ہے۔

حضور کی اس تقریر سے خاکسار کو ایک نیا علم حاصل ہوا جو اس وقت میرے سینے میں حضور پُرنور کی ایک امانت کے طور پر تھا جو ابھی تک معرض تحریر میں نہیں آیا تھا۔ہاں زبانی تقاریر میں کئی مرتبہ بیان کر چکا ہوں۔خاکسار کی خواہش تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس امانت کو تحریری طور پر بھی بطریق احسن اپنے دوستوں اور عزیز طلبہ تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔سو اسی بار امانت کو قارئین تک پہنچانے کے لئے نیز تلاوت قرآن کریم کے سلسلہ میں بعض دیگر ضروری امور بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتے ہوئے کہ وہ میری دستگیری کرے گا خاکسار اس وقت اپنے قلم کو جنبش میں لا رہا ہے۔وباللہ التوفیق۔

عزیز طلبہ سے خاص طور پر مخاطب ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے خدمت کلام اللہ کے لئے ہی ہماری جماعت کو دنیا میں اپنے ہاتھ سے قائم فرمایا ہے۔اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کے قلب صافی پر موسلادھار بارش کی طرح معارف قرآن نازل فرمائے ہیں اور آپ نے علم قرآن (اور) ''علم آں طیب زُباں'' کو اپنے عظیم معجزات کے طور پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ہمارا فرض ہے کہ ان معارف کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے ہمارے لئے اور بھی ضروری ہے کہ خود قرآن کریم پوری پوری صحت کے ساتھ تلاوت کریں۔اس لئے عزیز طلبہ اس مضمون کو خاص تعہّد سے پڑھیں۔

زیر نظر مضمون میں بعض اُن اشدّ ضروری امور کا تذکرہ مقصود ہے جنہیں تلاوت قرآن کریم کے وقت مدّنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔کیونکہ یہ امور عربی زبان کے قواعد سے متعلق ہیں۔اور انہیں مدّنظر رکھے بغیر خواہ کتنے ہی ترنّم سے کیوں نہ تلاوت کی جائے وہ غلط ہوگی اور درجۂ صحت سے گری ہوئی ہوگی۔

(1)

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ 'زبر' اور 'الف' میں فرق کرنا بڑا ضروری ہے۔بعض قارئین جہاں صرف 'زبر' ہو اس کو لمبا کر کے الف بنا دیتے ہیں۔مثلاً ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ کو اَنْعَمْتَا عَلَیْهِمْ بنا دیتے ہیں۔اس کے برعکس بعض الف کی لمبی آواز کو 'زبر' کی آواز کی طرح چھوٹا کر دیتے ہیں مثلاً ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ﴾ کو صِرَطَ الَّذِیْنَ کے مشابہ کر دیتے ہیں۔یعنی الف کی آواز کو لمبا نہیں کرتے۔یا مثلاً ﴿رَزَقْنٰهُمْ﴾ کو رَزَقْنَهُمْ بنا دیتے ہیں۔

(2)

اسی طرح بعض دفعہ صرف 'پیش' (ُ) ہوتی ہے اس کو لمبا کھینچا جاتا ہے۔﴿اَلْحَمْدُ﴾ کو اَلْحَمْدُوْ کر دیا جاتا ہے۔اسی طرح لِلّٰهِ کی 'ہ' کو 'ھے' کی صورت میں لمبا کر دیا جاتا ہے

یا اس کے الٹ غلطی کی جاتی ہے۔'زبر' (َ) کی لمبی آواز کو 'الف' کہا جاتا ہے۔'پیش' (ُ) کی لمبی آواز کو 'اُوْ' یا ('واؤ' ماقبل مضموم یا 'واؤ' ممدودہ) کہا جاتا ہے۔اسی طرح 'زیر' (ِ) کی لمبی آواز کو 'اِی' یا ماقبل مکسور یا ممدودہ کہا جاتا ہے۔

نوٹ: الف کے متعلق خوب یاد رکھنا چاہئے کہ آواز کے لحاظ سے یہ صرف 'زبر' (َ) کی ذرا لمبی آواز ہوتی ہے۔یاد رکھیں کہ 'الف' پر جو صرف 'زبر' (َ) کی آواز ہوتی ہے اگر کوئی حرکت یا علامت سکون ہو مثلاً (اَ، اِ، اُ) ہو تو وہ 'الف' ہرگز نہیں بلکہ ہمزہ ہے۔ہاں ہمزہ کو بعض دفعہ الف کا نام دے دیا جاتا ہے جیسے 'الٓمٓ' (اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ کا مخفّف) کو ہم 'ہمزہ لام میم' نہیں کہتے بلکہ 'الف، لام، میم' کہتے ہیں۔

(3)

اس کے بعد اب مدّ یعنی آواز کو لمبا کھینچنے کا ذکر کیا جاتا ہے۔اس بارہ میں قارئین اکثر غلطیاں کرتے ہیں۔بعض جگہ جہاں مدّہ ہوتا ہے یعنی آواز کو کافی لمبا کھینچنا مطلوب ہوتا ہے وہ آواز کو لمبا نہیں کرتے اور بعض اوقات اس کے برعکس غلطی کرتے ہیں۔

آج کل بعض قُرّاء بالعموم ایسی غلطیاں اپنی تلاوت میں کرتے ہیں اس لئے ہمارے نوجوان طلبہ کو یہ حصّہ مضمون بہت ہی توجہ سے خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہئے۔

عربی زبان میں تین لمبی آوازیں ہیں۔'' آ، اُو اور اِیْ'' جنہیں بالترتیب الف، واؤ ماقبل مضموم اور یاء ماقبل مکسور کہا جاتا ہے۔یعنی زبر کی لمبی آواز، واؤ کی لمبی آواز اور یاء(ی) کی لمبی آواز۔

تین مقامات پر ان لمبی آوازوں کو اور بھی لمبا یا کافی لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے۔دوسرے لفظوں میں ان تین مقامات میں مدّ (ٓ) پیدا ہو جاتا ہے۔یہ تین مقامات

حسب ذیل ہیں:

(الف): جہاں بھی آ، اُوْ یا اِیْ کی آواز کے بعد ہمزہ آجائے وہاں 'مدّ' (ٓ) پیدا ہوجائے گا۔ اگر تو ہمزہ اسی کلمہ کے اندر ہو تو بڑا مدّ (ٓ) پیدا ہوتا ہے جسے قرآن کریم میں ذرا موٹا کر کے لکھا جاتا ہے۔ جیسے ﴿اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ﴾ (البقرۃ:6)۔ اور ﴿لِیَغْفِرَلِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ﴾ (الشعراء:83)۔ اور اگر ان تینوں آوازوں کے بعد ہمزہ (ء) اگلے کلمہ کے شروع میں آئے تو چھوٹا مد (ٓ) ہوتا ہے ۔ جسے قرآن کریم میں باریک لکھا جاتا ہے۔ جیسے ﴿قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَا رًا﴾ (سورۃ التحریم:7) یا ﴿وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ﴾ وغیرہ۔ پس ہمارے نوجوانوں کو خاص طور پر تلاوت کرتے وقت ذہنی طور پر پہلے ہی یہ ارادہ اور احساس اور شعور رکھنا چاہئے کہ اگر ان تینوں آوازوں 'آ، اُوْ یا اِیْ' کے بعد ہمزہ آئے گا تو انہیں آواز کو لمبا کرنا ہوگا یعنی وہاں مدّ پیدا ہوجائے گا۔ ایسے موقعوں پر آواز کو لمبا نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اور اہل علم کے کانوں پر بہت گراں گزرتی ہے۔

(ب): دوسرا مقام جہاں 'آ، اُوْ یا اِیْ' کی آوازوں کو لمبا کرنا چاہئے یعنی جہاں مدّ پیدا ہوجاتی ہے یہ ہے کہ جہاں ان آوازوں کے بعد کوئی مشدّد یعنی شد (ّ) والا حرف آجائے مثلاً ﴿غَیْرِ مُضَآرٍّ﴾ ﴿وَمَاهُمْ بِضَآرِّیْنَ﴾۔ ﴿لَمْ یَطْمِثْهُنَّ قَبْلَهُمْ اِنْسٌ وَّ لَاجَآنٌّ﴾۔

(ج): یا ان تین آوازوں یعنی 'آ، اُوْ یا اِیْ' کے بعد ساکن آجائے جیسے ﴿آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ﴾۔ آلْئٰنَ اصل میں أَ أَلْئٰنَ تھا۔ ال کا ہمزہ، ہمزہ وصل ہوتا ہے۔ (یعنی جب عبارت کے درمیان میں آجائے تو گر جاتا ہے) أَ أَلْئٰنَ میں پہلا ہمزہ، ہمزہ استفہامیہ ہے جو قائم رہتا ہے۔ اس کے بعد ہم أل کے ہمزہ وصل کو گرا دیں گے تو یہ کلمہ أَلْاٰنَ بن جاتا ہے اور یہی اس کی ابتدائی شکل تھی۔ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے دوسرے ہمزہ کو الف میں تبدیل کر دیا گیا۔ الف کی آواز کے بعد حرف ساکن لام ہے جس کی وجہ سے یہاں مدّ پیدا ہوجائے گی۔ ہاں یاد رکھیں صرف الف کے بعد حرف ساکن آئے تو مدّ نہیں پیدا ہوتی بلکہ الف کی آواز کے بعد حرف ساکن آئے تو پھر مدّ پیدا ہوتی ہے۔

دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں الف بولتا ہے یعنی الف کی آواز پیدا ہوتی ہے وہاں اس کے بعد حرف ساکن آنے پر مدّ پیدا ہوتی ہے لیکن جہاں الف اپنی آواز نہیں رکھتا یا الف کی آواز پڑھنے میں نہیں آتی یا دوسرے لفظوں میں الف بولتا نہیں وہاں اس کے بعد حرف ساکن آجائے تو مدّ نہیں پیدا ہوگی بلکہ الف سے پہلے والے حرف مفتوح کو بعد کے حرف ساکن سے ملا دیا جائے گا جیسے وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں لا کا الف نہیں بولے گا اور لام مفتوح کو ضاد مشدّد سے ملا دیا جائے گا۔ اسی طرح اس کی ایک مثال یہ ہے وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ۔ اس مثال میں بھی 'ما' کا الف عبارت کے درمیان میں آنے کی صورت میں نہیں بولتا اور ما کے میم مفتوح کو اللہ کے لام مشدد سے ملا دیا جاتا ہے اور مدّ پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح مَاالرَّجُلُ قَائِمًا میں پہلے ما کا الف درج کلام میں آنے پر نہیں بولتا۔

مذکورہ بالا قاعدہ (ب) بھی دراصل قاعدہ (ج) کے تحت آتا ہے۔ مثلاً وَلَا الضَّآلِّیْنَ اصل میں وَلَا الضَّالْ لِیْنَ یعنی لام مشدّد دراصل دو لاموں کی مدغم صورت ہے جن میں سے پہلا لام ساکن اور دوسرا مکسور ہے۔ اسی طرح باقی شدّ والی امثلہ کی تشریح بھی یہی ہے۔ الف کی آواز کے بعد حرفِ ساکن آنے کی دوسری مثال آٰللّٰهُ اَمَرَکَ ہے (یعنی کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟) یہاں بھی الف کی آواز کے بعد دو لام ہیں یعنی لام مشدّد دراصل دو لاموں کا مجموعہ ہے۔ پہلا لام ساکن اور دوسرا مفتوح ہے۔

(د)

تیسرا مقام جہاں آ، اُوْ یا اِیْ کی آوازوں کو کافی لمبا کیا جاتا ہے یہ ہے کہ جہاں کسی آیت کے آخر میں یہ آوازیں آئیں اور ہم نے وہاں وقف کرنا ہو یعنی ٹھہرنا ہو اور اس پہلی آیت کو اگلی آیت سے ملا کر نہ پڑھنا ہو مثلاً ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾، ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾، ﴿مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ﴾ اگر تو ہم نے ہر آیت پر ٹھہرنا ہو تو ان کلمات کے خط کشیدہ حصوں یعنی مِیْن کو اور حِیْم کو اور اسی طرح دِیْن کو آخری حرف کے سکون کے ساتھ پڑھیں گے۔

اور اِیْ اور آ اور اِیْ کی آوازوں کو لمبا کریں گے اور جہاں نہ ٹھہرنا ہو وہاں لمبا نہیں کریں گے۔

(ھ)

مذکورہ بالا قاعدہ (د) میں بھی دراصل قاعدہ (ج) ہی استعمال ہوا ہے یعنی آ، اُوْ یا اِیْ کے بعد اگر حرف ساکن آجائے تو مدّ پیدا ہوجائے گی۔ سورۃ فاتحہ کی پہلی آیات میں جب ہم آیت کے آخر پر وقف کرتے ہیں یعنی آخری حرف متحرک کو ساکن کر دیتے ہیں تو مدّ اسی قاعدہ (د) کی وجہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ان آیات میں یا ایسی ہی دوسری آیات میں وقف کرنا یا نہ کرنا ہمارے اپنے اختیار میں ہے اس لئے قرآن کریم میں یہاں مدّ لکھی نہیں جاتی۔ پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ:

(1) اصلی ساکن کی صورت میں مدّ لازمی ہوگی جبکہ وقف کرنے کی وجہ سے جب سکون پیدا ہو تو مدّ اختیاری ہوگی۔

(2) چھوٹی مدّ اختیاری ہے جبکہ بڑی مدّ لازمی ہے۔

(3) چھوٹی (ٓ) اور بڑی مدّ (ٓ) کی شکل مختلف ہے۔

(II)

اب ایک دوسری بڑی غلطی کی نشاندہی کی جاتی ہے جو تلاوت میں کی جاتی ہے۔ عربی زبان میں ہمزہ (ء) جو کلمات کی ابتداء میں آتا ہے دو قسم کا ہوتا ہے۔

ایک ہمزہ قطعی۔ یہ وہ ہمزہ ہے جس کو بہر صورت اُس کی حرکت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

دوسرا ہمزہ وصلی۔ کہ جب وہ دو حروف کے درمیان آجائے تو اس کو ساکن سمجھا جاتا ہے اور اس کی حرکت گر جاتی ہے۔ اب ہمزہ رکھنے والے کلمات و تراکیب کے پڑھنے کی مشق کروانے کے لئے چار صورتوں میں ایسے کلمات و تراکیب کو لکھا جاتا ہے۔

سب سے پہلے، کلمات اور ترکیب کو ملا کر پڑھے بغیر اپنی اصلی حالت میں لکھا جائے گا۔

دوسرے، ملا کر پڑھنے سے جو لکھنے اور پڑھنے کی حالت پیدا ہوتی ہے اسے ظاہر کیا جائے گا۔ ہمزہ وصل پر جو پڑھنے میں نہیں آئے گا وصلہ (ٱ) ڈال دیا جائے گا۔

تیسرا، ان کلمات و تراکیب کا صحیح تلفظ بتایا جائے گا۔

چوتھے، میں ان کی ذرا وضاحت کے لئے اُردو ترجمہ بھی دے دیا جائے گا۔

(نوٹ): اَللّٰهُمَّ اِهْدِ پڑھنا غلط ہوگا۔

(iii)

ملا کر پڑھے بغیر اصل صورت	ملا کر پڑھنے کی صورت	صحیح تلفظ	اردو ترجمہ
اَمَرْتُهٗ اَنْ اِمْتَحِنْ	اَمَرْتُهٗ اَنِ امْتَحِنْ	اَمَرْتُهٗ اَنِ مْتَحِنْ	مَیں نے اس کو حکم دیا کہ تو امتحان لے
عِنْدَ اِمْتِحَانٍ	عِنْدَ ٱمْتِحَانٍ	عِنْدَمْتِحَانٍ	کسی امتحان کے موقع پر
اِلَی اَلْقَمَرِ	اِلَی ٱلْقَمَرِ	اِلَی لْقَمَرِ	چاند کی طرف
مِنْ اَللّٰهِ	مِنَ ٱللّٰهِ	مِنَ لّٰا هِ	اللہ کی طرف سے

نوٹ: عربی زبان میں باب اِفعَال کے وزن پر جو مصدر آتے ہیں ان کے مختلف صیغہ جات سے قبل جو ہمزہ آتا ہے وہ ہمزہ وصلی نہیں ہوتا بلکہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور لازماً اس کی حرکت ادا کرنا ہوتی ہے۔ مثلاً

مِنْ اِکْرَامٍ	مِنْ اِکْرَامٍ	مِنْ اِکْرَامٍ	عزت کی وجہ سے
مِنْ اَلْاِکْرَامِ	مِنَ ٱلْاِکْرَامِ	مِنَ لْاِکْرَامِ	اس خاص اکرام کی وجہ سے
اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	اَمَرْتُهٗ اَنْ اَکْرِمْ	مَیں نے اسے حکم دیا کہ تو عزّت کر
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ	اِهْدِنَا ٱلصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ	اِهْدِنَصِّرَاطَلْمُسْتَقِیْم	ہمیں سیدھا راستہ دکھا

نوٹ: اِهْدِنَا میں اِهْدِنَا کے ہمزہ کی حرکت کو پڑھیں گے مگر جب یہ ہمزہ دو حروف کے درمیان آجائے گا تو اِهْدِ کے ہمزہ کی حرکت گر جائے گی۔ مثلاً:

اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِیْ	اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِی	اَللّٰهُمَّهْدِ قَوْمِی	اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے

دیگر بعض عام اصولِ تلاوتِ قرآن کریم مندرجہ ذیل ہیں:

(1): قرآن کریم کے بعض الفاظ میں جو حروف کسی حرکت سے خالی ہوں وہ لکھنے میں تو آتے ہیں لیکن بولنے میں نہیں آتے۔ الف تو ہمیشہ ہی خالی ہوتا ہے۔ اس کے بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔ الف کے علاوہ دوسرے حروف بھی حرکت سے خالی ہوتے ہیں وہ بولنے میں نہیں آتے۔ مثلاً اُولٰٓئِکَ میں واؤ خالی ہے۔ مِائَةَ میں الف خالی ہے صَلٰوۃ میں واؤ خالی ہے۔ اُولُوْالْاَ لْبَابِ میں واؤ خالی ہے۔ اِیْتَایِٔ ذِی الْقُرْبٰی میں تینوں یا (ی) ہیں۔ زَکٰوۃَ میں واؤ خالی ہے۔ ان خالی حروف کو نہیں بولنا چاہئے۔

(2) : اسی طرح تائے مربوطہ یعنی گول (ۃ) پر اگر وقف کیا جائے تو اسے ت کے طور پر نہیں بلکہ (ہ) (ھا) کے طور پر پڑھنا چاہئے۔ جیسے اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً۔ وقف کی صورت میں تُقَاہْ پڑھنا چاہئے۔

(3): اسی طرح اقامت کہتے وقت قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ میں اگر (ۃ) پر وقف کریں تو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوہْ کہیں گے۔

(4): اسی طرح تنوین یعنی (ٌ، ً، ٍ) کے بعد اگر حرف مشدّد ہو تو بجائے دو پیش یا دو زبر یا دو زیر کے ایک پیش، ایک زبر اور ایک زیر پڑھنا چاہئے۔ جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ وَسَطًا لِّتَکُوْنُوْا ۔ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ ہاں اگر تنوین کے بعد مشدّد واؤ یا ی ہو تو ملاتے وقت نون غنّہ کی آواز نکالنی چاہئے۔ جیسے جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ۔ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی۔ خَیْرًا یَّرَهٗ۔ اس آیت میں ہٗ کو وقف کی صورت میں (ہْ) پڑھیں گے

(5): اسی طرح سکون والے حرف کے بعد اگر تشدید والا حرف آجائے تو سکون والے حرف کو چھوڑ کر تشدید والے حرف سے ملانا چاہئے۔ جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ میں د (دال) نہیں بولے گی۔

اسی طرح رَاوَدْتُّهٗ ۔ اَحَطْتُّ ۔ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا میں ہوگا۔ اگر تشدید والا حرف و یا ی ہو اور درمیان میں نون ساکن (نْ) آجائے تو ملاتے وقت نون غنّہ کی آواز نکالنی چاہئے۔ جیسے لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ ۔ مِنْ وَّالٍ۔ اور مِنْ وُّجْدِکُمْ میں۔

(6): بعض کلمات سے پہلے ایک چھوٹا سا نون جو اصل میں تنوین کا نون ہوتا ہے جسے 'نون قطنی' کہتے ہیں۔ اس نون قطنی سے پہلے جو الف ہو وہ نہیں بولتا۔ اس لئے پہلے والے حرف کی آواز کو لمبا نہیں کرنا چاہئے مثلاً خَیْرَانِ الْوَصِیَّةُ۔ شَیْئًانِ اتَّخَذَ۔ یہاں خَیْرًا اور شَیْئًا پڑھنا غلطی ہوگی۔

(7): اگر نون قطنی سے پہلے کلمہ پر وقف کرنا ہو تو پھر نونِ قطنی کو کالعدم سمجھنا چاہئے۔ مثلاً عَرْضًا نِ الَّذِیْنَ کو اگر وقف نہ کرنا ہو تو عَرْضَنِلَّذِیْنَ پڑھیں گے۔ اسی طرح خَبِیْرًا ۔ الَّذِیْ کو بھی دو طرح پڑھیں گے۔ خَبِیْرَنِلَّذِیْ یا خَبِیْرًا لا ۔ اَلَّذِیْ۔

(8): اب وقف کرنے کے بارہ میں کچھ باتیں جاننا ضروری ہیں۔ اور وہ یہ ہیں کہ جس حرف کے بعد علامت آیت (o) یا (م) علامت وقف لازم یا (ج) علامت وقف جائز اور (ط) علامت وقف مطلق آجائیں تو:

نمبر1: اگر وہ حرف متحرک ہو تو اس کی حرکت زبر، زیر، پیش یا کھڑی زبر یا دو پیش وغیرہ معدوم سمجھے جائیں گے۔ اس حرف کو ساکن سمجھا جائے گا اور پہلے حرف سے ملا دیا جائے گا۔ اگر وہ حرف متحرک نہیں تو وہی صورت رہے گی۔ یعنی: رُسُلٍ کا صحیح تلفظ رُسُلْ ۔ وَالِدَتِکَ کا وَالِدَتِکْ۔ غَیْرِهٖ کا غَیْرِهْ ۔ لَهَبٌ کا لَهَبْ ۔ دَلْوَهٗ کا دَلْوَهْ ۔ حَافِظٌ کا حَافِظْ۔ شَیْءٌ کا شَیْءْ۔ فَنَسِیَ کا فَنَسِیْ۔ فِیْهِ کا فِیْهْ شَکُوْرٍ کا شَکُوْرْ۔ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا کا صحیح تلفظ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤْا۔ جَانٌّ کا جَآنْ۔ اِیَّایَ کا اِیَّایْ۔ مَثْوَایَ کا مَثْوَایْ۔ قُوَّةً کا قُوَّهْ۔ تُقٰةً کا تُقٰهْ۔

گول (ۃ) وقف کی صورت میں (ہ) سے بدل جاتی ہے۔

نمبر2: دو زبر کے بعد جو خالی الف ہے وہ بولے گا اور صرف ایک زبر پڑھی جائے گی اور اگر الف سے پہلے ایک ہی زبر ہے تو وہی صورت رہے گی۔ مثلاً:

رَقِیْبًا کا صحیح تلفظ رَقِیْبَا ہوگا۔ نِسَآءً کا نِسَآءَ ا۔ نِدَاءً کا نِدَاءَ ا۔ جُزْءً کا جُزْءَ ا۔

نمبر3: دو زبر کے بعد جو خالی (ی) ہے وہ وقف میں

باقی صفحہ نمبر9پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کیئے اُن تبدیلیوں کو ہم نے اس زمانے میں جاری رکھنا ہے۔

جماعت احمدیہ ناروے کو مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں اخلاص ووفا کے شاندار نمونے دکھاتے ہوئے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں کرنے کی پرزور تحریک۔

آپ میں سے ہر ایک آج یہاں سے اس ارادے کے ساتھ اور اس عزم کے ساتھ اٹھے کہ چاہے جو مرضی ہو جائے، چاہے جو مرضی مجھ پر بیت جائے ہم نے اب اللہ تعالیٰ کے اس گھر کو تعمیر کرنا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 23/ستمبر 2005ء(23/تبوک 1384 ہجری شمسی) بمقام اوسلو۔(ناروے)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾
(آل عمران:93)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ تم کامل نیکی ہرگز نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنی پسندیدہ اشیاء میں سے خدا کے لئے خرچ نہ کرو۔اور جو کوئی بھی چیز تم خرچ کرو، اللہ اسے یقیناً خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکموں میں سے ایک حکم ہے۔قرآن کریم کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ نے نماز کے حکم کے ساتھ ہی مالی قربانی کے بارے میں بھی فرما دیا جیسا کہ فرمایا ﴿وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾(البقرة:4) نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، جہاں اس کی عبادت کرنا ضروری ہے وہاں اس کی راہ میں اپنی پاک کمائی میں سے خرچ کرنا بھی ضروری ہے۔اور یہی چیز ہے جس سے تزکیہ نفس بھی ہوتا ہے۔مال سے محبت کم ہوتی ہے اور ایک مومن اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی وقتاً فوقتاً قومی ضرورت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحریک فرماتے تھے۔اور صحابہؓ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے تھے۔کیا مرد اور کیا عورتیں سب اپنے مال قربان کرتے تھے۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں تحریک فرمائی کہ دین کو مالی قربانی کی ضرورت ہے تو حضرت بلالؓ نے جو اپنی چادر پھیلائی ہوئی تھی وہ عورتوں کے زیورات سے بھر گئی۔عورتیں امڈی پڑتی تھیں، ایک دوسرے پر گرتی پڑتی تھیں کہ جو کچھ ہے پیش کر دیں۔ایک دفعہ آپؐ کی تحریک پر حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حاضر ہوئے۔اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا کُل اثاثہ اللہ اور اس کے رسول کے حضور پیش کرنے کے لئے لے آئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر! گھر میں بھی کچھ چھوڑ کے آئے ہو؟ تو عرض کی: گھر میں اللہ اور اس کا رسولؐ چھوڑ آیا ہوں جس سے بڑھ کر کوئی اثاثہ نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی سامان نہیں ہے، جس سے بڑھ کر کوئی جائیداد نہیں ہے۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر کا آدھا سامان لے کر حاضر ہوا تھا تو اس وقت میرا خیال تھا کہ آج مَیں ابوبکر سے آگے نکل گیا ہوں لیکن کہتے ہیں کہ ابوبکر کی بات سن کر میں نے سوچا کہ مَیں ابوبکر سے کبھی آگے نہیں نکل سکتا۔

جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔(آل عمران:93) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاریؓ جو مدینہ کے انصار میں سے سب سے زیادہ مالدار تھے، ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سب سے عمدہ باغ ''بئر حاء'' نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد نبوی کے بالکل سامنے اور قریب تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہاں کے کنویں کا ٹھنڈا پانی پیا بھی کرتے تھے، بڑا آپؐ کو پسند تھا۔آیت نازل ہونے کے بعد حضرت ابوطلحہ انصاریؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یہ باغ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔مَیں اسے اللہ کی راہ میں دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرے میں شامل کرے گا۔تو صحابہؓ کی مالی قربانیوں کے یہ نمونے ہوتے تھے۔

(بخاری کتاب الاشربه ۔باب استعذاب الماء)

اس آیت کی وضاحت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ''تم حقیقی نیکی کو جو نجات تک پہنچاتی ہے نہیں پا سکتے بجز اس کے کہ تم خدا تعالیٰ کی راہ میں وہ مال اور وہ چیزیں خرچ کرو جو تمہاری پیاری ہیں''۔

پھر آپ نے فرمایا: ''مال کے ساتھ محبت نہیں چاہئے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ کہ تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اُن چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو جن سے تم پیار کرتے ہو۔اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ آجکل کے حالات کا مقابلہ کیا جاوے تو اِس زمانہ کی حالت پر افسوس آتا ہے۔کیونکہ جان سے پیاری کوئی شے نہیں۔اور اُس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان ہی دینی پڑتی تھی۔تمہاری طرح وہ بھی بیوی اور بچے رکھتے تھے۔جان سب کو پیاری لگتی ہے۔مگر وہ ہمیشہ اس بات پر حریص رہتے تھے کہ موقع ملے تو اللہ کی راہ میں جان قربان کر دیں''۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔کیونکہ نص صریح ہے ﴿لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّحَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾(آل عمران:۹۳) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو''۔

فرمایا: ''کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تو پھر کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔پھر خیال کرو کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔خدا ٹھگا نہیں جاتا۔مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام زیر سورۃ آل عمران ۔آیت نمبر ۹۳)

پس چودہ سو سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق نے اپنے ماننے والوں میں یہ انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی اور بہت سوں کے دلوں میں یہ انقلاب پیدا کیا جس کی وجہ سے مسیح محمدی کے ماننے والوں نے بھی پہلوں سے ملنے کی خوشخبری پائی اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ کے انعام سے انعام یافتہ ہوئے۔ آج ہم احمدی بھی جوان بزرگوں کی اولادیں ہیں اور خالصتاً اللہ کی خاطر ان نیکیوں پر قدم مارنے کی کوشش کرتے ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور جن کے کرنے کا اس زمانے میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر عہد کیا ہے۔ یہ زمانہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کے مطابق دائمی اور ہمیشہ رہنے والا زمانہ ہے اور خلافت حقہ کے ذریعہ اس نے تاقیامت جاری رہنا ہے۔ اس لئے اس تعلیم کے ذریعہ سے جس کی چند جھلکیاں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات سے پیش کی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں اور قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے اُن تبدیلیوں کو ہم نے اس زمانے میں جاری رکھنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہماری بچت اسی میں ہے کہ ہم اس کی راہ میں اپنا بہترین مال پیش کریں، اس کی رضا حاصل کریں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ﴾ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہوگا۔ یعنی تمہارے اپنے لئے بھی یہ بہتر ہے کیونکہ تم جو مال خرچ کرو گے اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ تمہارے سے راضی ہوگا، تمہیں مزید نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ بلکہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بعد تم اپنے یا اپنے گھر پر یا اپنی اولاد پر جو خرچ کرو گے اس میں بھی برکت پڑے گی۔ تمہارے تھوڑے مال میں بھی خدا تعالیٰ اتنی برکت رکھ دے گا جو تم پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اظہار کر رہی ہوگی۔ تمہارے بچوں میں اور ان کی تربیت میں بھی اللہ تعالیٰ برکت ڈالے گا۔ غرض کہ یہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں تم سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر:10) اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ پس اگر فلاح پانی ہے، کامیابی حاصل کرنی ہے، اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے، اگر اپنے مالوں اور اولادوں میں برکت ڈالنی ہے تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے میں کبھی کنجوسی اور بخل سے کام نہ لو۔ آج اس بخل سے بچنے کی احمدی کو سب سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد مالی قربانی کا زیادہ فہم اور ادراک حاصل ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کو کس طرح کامیاب فرماتا ہے؟ فرمایا کہ ﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْہُ لَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ وَاللّٰہُ شَکُوْرٌ حَلِیْمٌ﴾ (التغابن:18)۔ اگر اللہ کو قرضہ حسنہ دو گے تو وہ اُس کو تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہارے لئے بخشش کے سامان پیدا کرے گا اور اللہ بہت قدردان اور ہر بات کو سمجھنے والا ہے۔

پس یہ مالی قربانی قرضۂ حسنہ ہے۔ اللہ کو بظاہر مال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہمیں سمجھایا گیا ہے کہ اللہ کس طرح قدر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جو قربانی ہے کیونکہ یہ تم نے میری خاطر کی ہے۔ اس لئے مَیں اسے تمہیں واپس لوٹاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب قدر کرنے والوں سے زیادہ قدر کرنے والا ہے۔ اس لئے اس کو کئی گنا بڑھا کر لوٹاتا ہے۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ کر کے لوٹاتا ہے۔ تو یہ قرضہ حسنہ کیا ہے؟ یہ تو ایک تجارت ہے اور تجارت بھی ایسی جس میں سوائے فائدے کے کچھ ہے ہی نہیں۔ اس لئے کسی بھی قربانی کرنے والے کو کبھی یہ خیال نہ آئے کہ مَیں نے خدا پر کوئی احسان کیا ہے۔ اور صرف مالی لحاظ سے یا دنیاوی لحاظ سے ایسے قربانی کرنے والوں کے حالات اللہ تعالیٰ ٹھیک نہیں کرتا بلکہ فرمایا کہ تمہارے جو دنیاوی فائدے ہونے ہیں وہ تو ہونے ہیں مَیں گناہ بھی بخش دوں گا۔ انسان گناہوں کا پتلا ہے ایک دن میں کئی کئی گناہ سرزد ہو جاتے ہیں، کئی کئی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ایک تو ان قربانیوں کی وجہ سے ان گناہوں سے بچے رہو گے، نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے گی۔ دوسرے جو غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہو گئی ہیں، اللہ کی راہ میں قربانی کر کے ان کی بخشش کے سامان بھی پیدا کر رہے ہو گے۔ پس اس طرف توجہ کرو اور اللہ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو۔

www.Budget-Hardware.de

—— Web Designing ——

Callshop اور Internet Cafe's

نیز کمپیوٹر کا ہر قسم کا سامان ارزاں نرخوں پر دستیاب ہے

+49 179 9702505 +49 611 58027984

info@budget-hardware.de www.budget-hardware.de

اللہ تعالیٰ کس طرح ان قربانی کرنے والوں کو نوازتا ہے، اس بارے میں ایک حدیث سے روشنی پڑتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے سخی کو اور دے اور اس کے نقش قدم پر چلنے والے اور پیدا کر۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کو ہلاک کر اور اس کا مال و متاع برباد کر دے۔ (بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ۔ باب قول اللہ فاما من اعطی و اتقیٰ......)

تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے فرشتے بھی دعا کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ فرشتوں کی دعا کا انتظام اللہ تعالیٰ نے اس لئے کیا ہے کہ وہ قربانی کرنے والوں کی قدر کرتا ہے۔ پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اپنے فضل نازل کرنے کے طریقے ہیں۔ اس حدیث نے تصویر کا دوسرا رخ بھی دکھا دیا کہ ایک طرف تو خدا تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں کی قدر کرتا ہے، ان کی بخشش کے سامان پیدا فرماتا ہے، ان کے مال میں اضافہ کرتا ہے، ان کے نفوس میں برکت ڈالتا ہے۔ دوسری طرف بخیل اور کنجوس اور دنیا داروں کو نہ صرف ان برکات سے محروم کر رہا ہوتا ہے بلکہ ایسے مواقع بھی آ جاتے ہیں کہ جو ان کے پاس ہے اس دنیا میں بھی اس سے محروم کر دیتا ہے۔ اور آخرت میں بھی اس کی ہلاکت کے سامان ہو رہے ہوتے ہیں۔

ایک سخی اور مالی قربانی کرنے والے کے جنت میں جانے اور بخیل کے دوزخ کے قریب ہونے کے بارے میں ایک روایت میں یوں ذکر ملتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دور ہوتا ہے، جنت سے دور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ فرمایا: اَن پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ کی راہ میں زیادہ محبوب ہے۔ (قشیریہ۔ الجود والسخاء۔ صفحہ ۱۲۲)

آدمی بڑی عبادتیں کرنے والا بھی ہے لیکن کنجوس ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں اتنا محبوب نہیں جتنا ایک سخی ہے چاہے کم عبادتیں بھی کر رہا ہو۔ عبادتیں تو کم نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ پھر عبادتیں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ دنیاوی لحاظ سے بھی کس طرح نوازتا ہے اور مال میں برکت دیتا ہے، کس طرح قرضہ حسنہ کو لوٹاتا ہے۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ کئی بار سنی ہوگی۔ لیکن جب مالی قربانیوں کا وقت آتا ہے اس وقت اکثر لوگ یہ بھول جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعے کا یوں ذکر فرمایا ہے کہ ایک آدمی جنگل میں جا رہا تھا۔ آسمان پر بادل تھے۔ اتنے میں اس نے بادلوں میں سے آواز سنی کہ اے بادل! فلاں نیک انسان کے باغ کو سیراب کر دے۔ وہ بادل اس طرف چلا گیا۔ وہ آدمی جس نے یہ آواز سنی تھی وہ بادل کے اس ٹکڑے کے پیچھے پیچھے گیا تو دیکھا کہ وہ ایک پتھریلی زمین پہ برس رہا ہے۔ ایک چٹان ہے، پہاڑی سی ہے وہاں بادل برس رہا ہے اور پھر ایک نالے کی صورت میں وہ پانی اکٹھا ہو کے بہنے لگا۔ وہ شخص بھی نالے کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تو دیکھا کہ وہ نالہ ایک باغ میں داخل ہوا اور باغ کا مالک اس پانی کو بڑا سنبھال کے، طریقے سے، جہاں جہاں باغ میں پانی کی ضرورت تھی وہاں لگا رہا تھا۔ تو اس آدمی نے جس نے یہ آواز سنی تھی باغ کے مالک سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے! تمہارا نام کیا ہے۔ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادلوں سے سنا تھا۔ باغ کے مالک نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی۔ تو اس نے بتایا کہ اس طرح میں نے بادل سے آواز سنی تھی۔ وہ کون سا نیک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم پر اتنا مہربان ہے۔ باغ کے مالک نے کہا کہ میرا یہ طریق کار ہے کہ باغ سے جو بھی آمد ہوتی ہے اس کا ایک تہائی (1/3 حصہ) خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہوں۔ اور 1/3 حصہ اپنے اہل وعیال کے گزارے کے لئے، گھر کے خرچ کے لئے رکھ لیتا ہوں اور 1/3 حصہ دوبارہ اس باغ کی نگہداشت اور ضرورت کے خرچ وغیرہ کے لئے رکھ لیتا ہوں۔

(مسلم کتاب الزھد۔ باب الصدقۃ فی المساکین)

تو اس 1/3 کی قربانی کی وجہ سے دیکھیں اللہ تعالیٰ اس شخص پر کس قدر فضل فرما رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری خاطر قربانی کرتے ہیں ان کو بغیر اجر کے نہیں جانے دیتا۔ دیکھیں کس کس طرح نوازتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے آپؑ کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قربانیوں کا فہم اور ادراک عطا فرمایا ہے اور حیرت انگیز طور پر انہوں نے قربانیوں کے معیار قائم کئے ہیں۔

اس بارے میں اپنے صحابہ کی مثال دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ایسا ہی ہمارے دلی محبّ مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو اس سلسلے کی تائید کے لئے عمدہ عمدہ تالیفات میں سرگرم ہیں۔ اور صاحبزادہ پیر جی سراج الحق صاحب نے تو ہزاروں مریدوں سے قطع تعلق کر کے اس جگہ کی درویشانہ زندگی قبول کی۔ اور میاں عبداللہ صاحب سنوری اور مولوی برہان الدین صاحب

جہلمی اور مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی اور قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی اور منشی چودہری نبی بخش صاحب بٹالہ ضلع گورداسپورہ، اور منشی جلال الدین صاحب یلانی وغیرہ احباب اپنی اپنی طاقت کے موافق خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہوگا۔ مگر للہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا''۔

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱۔ صفحہ ۳۱۳۔۳۱۴)

اب دیکھیں! مالی قربانی کرنے کے علاوہ بھی جو وہ ریگولر (Regular) کیا کرتے تھے انہوں نے قربانیوں کے معیار قائم کئے۔ اُس زمانے کا جو سو روپیہ ہے وہ آجکل شاید لاکھ روپے بلکہ مَیں نے حساب کیا ہے اگر گندم کی قیمت کا حساب لیں تو لاکھ روپے سے بھی زیادہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب بنتا ہے۔ پس آج کے کمانے والے اس زمانے کی کمائی کو دیکھیں۔ ان میں سے بہت سارے بزرگ ہیں جن کی اولادیں یہاں بھی ہیں۔ یورپ میں، دوسرے ملکوں میں اچھا کمانے والی ہیں۔ بڑے اچھے حالات میں ہیں۔ اور آج اپنی کمائی کو دیکھیں اور پھر اپنی قربانی کے معیاروں کا بھی اندازہ لگائیں۔

پھر ایک خادم کے تعلق میں جو ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ:

''حبی فی اللہ منشی محمد اروڑا نقشہ نویس مجسٹریٹی۔ منشی صاحب محبت وخلوص اور ارادت میں زندہ دل آدمی ہیں۔ سچائی کے عاشق اور سچائی کو بہت جلد سمجھ جاتے ہیں۔ خدمات کو نہایت نشاط سے بجالاتے ہیں۔ بلکہ وہ تو دن رات اسی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی خدمت مجھ سے صادر ہو جائے۔ عجیب منشرح الصدر اور جان نثار آدمی ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ ان کو اس عاجز سے ایک نسبت عشق ہے۔ شاید ان کو اس سے بڑھ کر اور کسی بات میں خوشی نہیں ہوتی ہوگی کہ اپنی طاقتوں اور اپنے مال اور اپنے وجود کی ہریک توفیق سے کوئی خدمت بجالاویں۔ وہ دل وجان سے وفادار اور مستقیم الاحوال اور بہادر آدمی ہیں۔ خدائے تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے''۔ (ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۳۲)

پھر منشی ظفر احمد صاحب کے بارے میں ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی ضرورت کے لئے رقم کا اظہار فرمایا کہ ان کی جماعت ادا کر سکتی ہے تو وہ لینے کے لئے گئے اور گھر جا کر بیوی کا زیور بیچ کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں وہ رقم پیش کر دی اور یہ نہ بتایا کہ یہ رقم کہاں سے حاصل ہوئی ہے، کس طرح حاصل ہوئی ہے۔ کچھ عرصے بعد جب ان کے دوسرے ساتھیوں کو علم ہوا تو بڑے ناراض ہوئے کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا، ہمیں کیوں ثواب سے محروم رکھا۔ تو یہ جذبے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے زمانے میں اپنے ماننے والوں میں پیدا کئے۔

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خسر تھے اور حضرت امّ ناصر کے والد تھے، ان کے بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ قربانی میں اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ اگر یہ کچھ نہ بھی دیں تب بھی ان کے قربانی کے وہ معیار جو پچھلے ہو چکے ہیں بہت اعلیٰ ہیں، وہ ہی کافی ہیں۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مقصد کے لئے تحریک فرمائی تو انہوں نے (ڈاکٹر صاحب نے) اپنی تنخواہ جو اُس وقت ان کو ملی تھی فوری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پوری کی پوری بھجوا دی۔ اُن کے قریب جو کوئی موجود تھے انہوں نے کہا کہ کچھ اپنے خرچ کرنے کے لئے بھی رکھ لیں، آپ کو بھی ضرورت ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ آج خدا کے مسیح نے دین کی ضرورت کے لئے رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ میری ضرورتیں دینی ضرورتوں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اس لئے یہ ساری کی ساری رقم جو میرے پاس موجود ہے فوری طور پر بھجوا رہا ہوں۔

غرض کہ ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کئے۔ ایک دفعہ کسی نے اعتراض کیا کہ حضرت خلیفہ اول کے بعد کوئی ایسا نہیں ہے جو اتنی قربانی کرنے والا ہو تو اس معترض کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ''آپ کہتے ہیں کہ صرف ایک حکیم نور الدین صاحب اس جماعت میں عملی رنگ رکھتے ہیں۔ دوسرے ایسے اور ایسے ہیں۔ مَیں نہیں جانتا کہ آپ اس افتراء کا کیا جواب دیں گے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں''۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی کی یہ بات کر رہے ہیں۔ اور آج اللہ کے فضل سے یہ تعداد کہیں کی کہیں پہنچی ہوئی ہے۔ فرمایا ''اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیرو ان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرے پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنی فطرتی نقص اور صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں''۔ فرمایا: ''مَیں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی مَیں ہمیشہ ان کو اَور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوتا ہوں''۔ (سیرت المہدی۔ حصہ اوّل صفحہ ۱۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت میں جو پاک تبدیلی پیدا کی اس کی نظیر نہیں ملتی، اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اور ہر زمانے میں قربانی کرنے والے پیدا ہوتے رہے۔ ان میں امیر بھی ہیں اور غریب بھی ہیں۔ خلافت ثانیہ میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مالی تحریک فرمائی تو ہر طبقہ نے لبیک کہا۔ ایک بڑھیا جس کا گزارا بھی مشکل سے ہوتا تھا۔ شاید امداد سے ہوتا تھا یا چند ایک مرغیاں رکھی ہوئی تھیں، ان کے انڈے بیچتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس آئی اور عرض کی کہ میری جو یہ ایک دو مرغیاں ہیں ان کے انڈے بیچ کر یہ تھوڑے سے پیسے حضور کی خدمت میں اس تحریک کے لئے لائی ہوں۔ دیکھیں اس عورت کا جذبہ جو اس نے خلیفۂ وقت کی طرف سے کئی گئی تحریک میں پیچھے رہنا گوارا نہیں کیا۔ یقیناً اس کے اس جذبے کی وجہ سے اس کے جو چند پیسے یا جو چند انڈے تھے خدا تعالیٰ کے نزدیک کروڑوں روپوں سے زیادہ اہمیت رکھتے تھے۔ اور یہ واقعات ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ آج بھی ایسی عورتیں ہیں جو قربانیوں کی اعلیٰ مثال قائم کرتی ہیں۔ ایک خاتون نے اپنا بہت سا زیور خلافت رابعہ کی مختلف تحریکات میں دے دیا تھا۔ میری طرف سے بھی جب بعض تحریکات ہوئیں تو پھر کچھ زیورات جو باقی بچے ہوئے تھے وہ دے دیئے تھے۔ پھر ان کو کچھ زیورات تحفہ ملے یا دوبارہ بنائے تو وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے۔ اسی طرح مردوں میں سے بھی بہت قربانیاں کرنے والے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی توفیق سے بڑھ کر قربانیاں کی ہیں۔ تو قربانی کے یہ معیار آج اللہ تعالیٰ نے صرف جماعت احمدیہ میں ہی قائم فرمائے ہوئے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں ہے کہ کسی پاکستانی یا ہندوستانی کو ہی یہ فخر حاصل ہے کہ باپ دادا صحابی تھے اس لئے ہماری نسلوں میں بھی قربانی کے وہ معیار چل رہے ہیں۔ بلکہ دنیا کے ہر ملک میں، ہر قوم میں، قربانی کی مثالیں قائم ہو رہی ہیں۔ افریقہ میں وہاں کے غریب لوگ بھی آج اپنی مرغیاں یا مرغیوں کے انڈے یا ایک آدھ بکری جو ان کے پاس ہوتی ہے وہ لے کر آتے ہیں کہ پیسے تو نقد ہمارے پاس ہیں نہیں، یہ ہمارے چندے میں کاٹ لیں۔ پھر افریقنوں میں ایسے خوشحال مرد اور عورتیں بھی ہیں جنہوں نے بڑی بڑی مالی قربانیاں دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ مسجدوں کے لئے پلاٹ خریدے۔ مسجدیں بنائیں اور کافی بڑی رقم

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سے بڑی بڑی مسجدیں بنائیں۔ ابھی اسی سال افریقہ کے ایک ملک میں ایک عورت نے ایک بڑی خوبصورت مسجد بنا کر جماعت کو پیش کی ہے۔تو یہ انقلاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ان لوگوں میں آیا ہے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے، ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دستبردار ہو جائیں تو وہ دستبردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت نے یہ نمونے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی قائم نہیں کئے بلکہ آج بھی یہ نمونے قائم ہیں۔اور یقیناً یہ ان دعاؤں کے پھل ہیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے کی ہیں۔ جب بھی کوئی مالی تحریک ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پیاروں نے ہمیشہ لبیک کہا۔

اس سلسلے میں آج مَیں بھی آپ کو، ناروے کی جماعت کو، ایک مالی تحریک کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، ایک ایسی مالی تحریک جس کا دوہرا ثواب ہے۔جس سے آپ جنتوں کے دوہرے وارث ہو رہے ہیں۔ایک تو مالی قربانی کرکے اور دوسرے اُس خاص مقصد کے لئے قربانی کرکے جس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس نے اپنے لئے جنت میں گھر بنا لیا۔فرمایا جو مسجد تعمیر کرتا ہے وہ ویسا ہی گھر اپنے لئے جنت میں بناتا ہے۔

جماعت احمدیہ ناروے نے چند سال پہلے اپنی ضرورت کے پیش نظر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی اجازت سے بلکہ شاید حضور رحمہ اللہ کے کہنے پر ہی۔(بہرحال مجھے اس وقت مستحضر نہیں ہے)۔ایک مسجد بنانے کا وعدہ کیا تھا۔لیکن بدقسمتی سے یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا۔ ہر ایک نے دوسرے پر الزام دینے کی کوشش کی، بہرحال یہ ایک لمبی کہانی ہے۔اور سوائے بیسمنٹ (Basement) کے جو ابھی آتے ہوئے مَیں نے دور سے ہی دیکھی ہے۔اور وہ بھی اب کافی بُری اور ناگفتہ بہ حالت میں ہے کچھ تعمیر نہیں ہو سکا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افراد جماعت نے بہت مالی قربانیاں کی ہیں لیکن شاید اپنی طاقت سے بڑھ کر منصوبہ بنا لیا تھا اس لئے پورا نہیں کر سکے۔ایک احمدی جب ایک دفعہ عہد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے یہ وعدہ کرتا ہے تو پھر اس کو پورا کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتا ہے۔اپنی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اس وعدے کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔لیکن شاید آپ لوگوں کی اس طرف پوری طرح توجہ نہیں ہوئی یا صحیح طریقے سے یاددہانی نہیں کروائی گئی۔ یہ احساس نہیں ہوا کہ اگر یہ مسجد نہ بنی تو ایک عہد کو پورا نہ کرنے کے علاوہ ہم دنیاوی نقصان بھی اٹھا رہے ہیں۔کیونکہ اس پر جو کچھ بھی بن چکا ہے یا زمین وغیرہ خریدی اس پر بھی کافی رقم خرچ ہو چکی ہے۔اور پھر کیونکہ استعمال کے قابل جگہ نہیں ہے اس لئے وہ ضائع بھی ہو رہی ہے۔دوسرے کونسل نے بھی کئی دفعہ سوال اٹھایا ہے اور دوسری تنظیمیں بھی جو نہیں چاہتیں کہ جماعت یہاں مسجد بنائے، یہ جگہ وہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔مختلف اوقات میں اخباروں وغیرہ میں شور مچاتے رہتے ہیں۔یا اور طریقوں سے شور مچاتے رہے ہیں۔اور جو خرچ اب تک ہو چکا ہے وہ اس قدر ہے کہ اگر آپ اس کو بیچیں تو وہ قیمت نہیں مل سکتی۔اس لئے یہ محاورہ ہے ناں کہ نہ نگلے بنے نہ اُگلے بنے۔ یہ وہی ہو رہا ہے۔لیکن مجھے یقین ہے اور جماعت احمدیہ کی سوسالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت کے افراد اور جماعت نے جب بھی ایک منصوبے کے تحت ایک ہو کر، ایک عزم کے ساتھ کسی کام کو شروع کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر اسے انجام تک پہنچایا ہے۔اگر آپ بھی اب اس کام کو پختہ ارادے سے شروع کریں تو یہ مسجد یقیناً بن سکتی ہے۔

مَیں نے آپ میں سے مردوں، عورتوں، بچوں، نوجوانوں کی اکثریت کے چہرے پر اخلاص و وفا کے جذبات دیکھے ہیں۔مَیں نہیں سمجھتا کہ آپ کے اخلاص و وفا میں کمی ہے یا کسی سے بھی کم ہیں۔بعض ذاتی کمزوریاں ہیں اُن کو دور کریں۔ایک دوسرے سے تعاون کرنا سیکھیں۔مضبوط ارادہ کریں تو اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر آپ کی مدد فرمائے گا۔اور اپنے وعدوں کے مطابق ایسے ذریعوں سے آپ کے رزق کے اور آپ کے کاموں کی تکمیل کے اور آپ کے اس وعدے کو پورا کرنے کے سامان پیدا فرمائے گا کہ جس کا آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔جو کمزور ہیں ان کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔اُن کو بھی بتائیں کہ خدا کا گھر بنانے کے کیا فوائد ہیں۔جو قربانیاں کر رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اپنے عہدوں کی نئے سرے سے تجدید کرتے ہوئے، نئے سرے سے پلاننگ کریں، سب سر جوڑ کر بیٹھیں، ایک دوسرے پر الزام لگانے کی بجائے اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کریں۔آج جب دنیا میں ہر جگہ مسجدوں کی تعمیر ہو رہی ہے، ہر جگہ جماعت کی ایک خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔آج جب دشمن جہاں اس کا زور چلتا ہے ہماری مسجدوں کو نقصان پہنچانے اور ان کو بند کروانے کی کوشش کر رہا ہے۔ان ملکوں میں جہاں امن ہے جہاں آپ کے مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہیں، جہاں خدا کے نام کو ہر شخص تک پہنچانے کی انتہائی ضرورت ہے، آج جہاں اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اسلام کے نور کو پھیلانے کی ضرورت ہے۔اگر بہتر حالات میسر ہونے کے بعد بھی آپ نے خدا کے اس گھر اور اس کے روشن میناروں کی تعمیر نہ کی تو یہ ناشکری ہوگی۔یاد رکھیں یہ آخری موقع ہے اگر اس دفعہ بھی اور اجازت ملنے کے بعد ابھی آپ لوگ اسے تعمیر نہ کر سکے تو پھر زمین بھی ہاتھ سے نکل جائے گی اور جو رقم اب تک اس پہ خرچ ہوئی ہے وہ بھی ضائع ہو جائے گی اور جماعت کے وقار کو بھی دھکہ لگے گا۔پس آج ایک ہو کر اس گھر کی تعمیر کریں، اس تعمیر سے جہاں آپ جماعت کے وقار کو روشن کر رہے ہوں گے وہاں اپنے لئے خدا کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں گھر بنا رہے ہوں گے۔اور یاد رکھیں کہ ہر بڑے کام کے لئے بڑی قربانی دینی پڑتی ہے۔دعاؤں کے ساتھ اس قربانی کے لئے تیار ہوں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی مدد فرمائے گا۔

یاد رکھیں اگر یہ موقع آپ نے ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعت احمدیہ کی کئی مساجد اس ملک میں بن جائیں گی۔لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں، اس جگہ سے گزرتے ہوئے آپ کو اس طرح یاد کریں گی کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقع میسر آیا لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہ کیا اور یہ جگہ ہاتھ سے نکل گئی۔اللہ نہ کرے کہ کبھی وہ دن آئے جب آپ کو تاریخ اس طرح یاد کرے۔

اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ ان لوگوں میں شمار ہوں جن کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ وہ دل سے فدا ہیں۔ ہمیشہ آپ فدائیت کے نمونے دکھانے والے ہوں۔پس نوجوان بھی توجہ کریں، بوڑھے بھی توجہ کریں، عورتیں بھی توجہ کریں، بچے بھی اپنے والدین کے پیچھے پڑیں کہ جلد سے جلد اس مسجد کی تعمیر کریں۔آپ کے اخلاص و وفا کے بارے میں مَیں نے پہلے بھی کہا کہ مجھے کوئی شبہ نہیں ہے صرف توجہ کی ضرورت ہے۔گزشتہ سال جب مَیں نے جلسہ برطانیہ پر وصیت کی تحریک کی تھی تو اس جماعت میں صرف 67 موصی تھے اور ایک سال میں تقریباً دُگنے مزید اس میں شامل ہو گئے اور 191 کی تعداد ہو گئی۔کل چندہ دہند آپ کے تقریباً 500 ہیں ہو سکتا ہے جلدی آپ نصف تک بھی پہنچ جائیں۔ یہ بات یقیناً اس بات کی دلیل ہے کہ آپ لوگ مالی قربانیاں کرنے میں پیچھے رہنے والے نہیں ہیں۔اخلاص و وفا میں پیچھے رہنے والے نہیں ہیں۔جیسا کہ مَیں نے کہا کہ توجہ کی ضرورت ہے۔اگر سر جوڑ کر بیٹھیں گے اور ایک ہو کر کام کریں گے تو یقیناً اس میں برکت پڑے گی۔

اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک آج یہاں سے اس ارادے کے ساتھ اور اس عزم کے ساتھ اٹھے کہ چاہے جو مرضی ہو جائے، چاہے جو مرضی مجھ پر بیت جائے ہم نے اب اللہ تعالیٰ کے اس گھر کو تعمیر کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

راحت علی جیولرز

Now we make 22K gold jewellery on order

For marriages and other functions get your jewellery on competitive rates

All type of jewellery repairing, re-polishing and missing stone.

We do Ear piercing also.

RAHAT ALI JEWELLERS (London)

Contact: Rahat Rana

190 London Road Morden, SM4 5AN
(Opp. Baitul Futuh Mosque)
Tel: 020 8648 0282. Mobile: 07832105995

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8239 8312 Mobile:07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

بقیہ:تلاوت قرآن کریم میں بعض عام غلطیوں کی اصلاح
از صفحہ نمبر4

الف سے بدل جائے گی۔مثلاً:

ضُحًی کاضُحَا۔مُصَلًّی کامُصَلَّا۔

نمبر 4: سورۃ الدھر (پارہ نمبر 29) میں ہے قَوَارِیْرَا ۔اصل عبارت تھی کَانَتْ قَوَارِیْرَ۔کیونکہ یہ کلمہ غیر منصرف ہے اور اس پر تنوین نہیں آسکتی۔وقف کی صورت میں یہ قَوَارِیْرَا (رَا)ہوجائے گی۔یعنی الف بولے گا۔اس الف کوالفِ اشباع کہتے ہیں۔باقی آیات کے ساتھ قافیہ ملانے کے لئے قَوَارِیْرَا پڑھا جائے گا۔ورنہ عام حالات میں وقف کی صورت میں قَوَارِیْرْ ہوتا۔

اسی طرح سورۃ النساء کی دوسری آیت میں وقف کی صورت میں نِسَآءَ ا پڑھیں گے نہ کہ نِسَآءْ۔بعض لوگ یہاں غلطی کرجاتے ہیں۔

نمبر5: وقف کرنے کے بعد اگر دیکھیں کہ آیت کے بعد الف لام یا نون قطنی ہے اور اس کے بعد زبر والا حرف ہے تو الف پر زبر سمجھیں اور نون قطنی کو مع اس کی زیر کے(نِ)معدوم سمجھیں۔مثلاًاِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ ۔ کو اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادْ۔ اَلَّتِیْ ۔ عَرْضَانِ الَّذِیْنَ کو عَرْضَا۔ اَلَّذِیْن ہوگا۔

نمبر6:وقف کرنے کے بعد اگر دیکھیں کہ آیت کے بعد نہ الف لام ہے نہ حرف مشدّد بلکہ صرف خالی الف ہے تو اس الف کے بعد اگر (مابعد ساکن) مضموم حرف ہے تو اس الف پر پیش (ُ)دے دیں اور اگر مابعد ساکن حرف پر زبر یا زیر ہے تو الف کے نیچے زیر ڈال دیں۔اگر اس الف کے ساتھ نون قطنی بھی ہے تو اس نون قطنی کو مع اس کی زیر کے معدوم سمجھیں۔

ذیل کی آیات میں وقف کرنے یا نہ کرنے دونوں صورتوں کا تلفّظ نیچے لکھ دیا گیا ہے:

(1)هٰرُوْنَ اَخِیْ o اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ۔

(ا) اَخِشْدُدْ۔(۲)اَخِیْ o اُشْدُدْ۔

(2)اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِیْ۔

(ا) مُطْمَئِنَّتُرْجِعِی۔(۲) مُطْمَئِنَّةْ۔ اِرْجِعِیْ۔

(3)ضَلَالٍ مُّبِیْنِo نِ اقْتُلُوْا یُوْسُفَ۔

(ا) مُّبِیْنِ نِقْتُلُوْا(۲) مُّبِیْنْ۔اُقْتُلُوْا۔

(4)اِلَّا نُفُوْرًا o نِ اسْتِکْبَارًا۔

(ا) نُفُوْرَ نِسْتِکْبَارًا(۲) نُفُوْرًا۔اِسْتِکْبَارًا۔

(9):سورۃ ھود رکوع4میں مَجْرٖھَا کو مَجْرِیْ نہیں بلکہ مَـجْـرٖے ھَاپڑھنا چاہئے۔یعنی را کی حرکت انگریزی حرف A کی طرح ہوگی۔

(10):باء (ب) سے پہلے اگر سکون والا نون یا تنوین (ٌ ً ٍ)ہوتو بجائے نون کی آواز کے میم کی آواز نکالیں گے۔ایسے موقعہ پر ایک چھوٹی سے میم (م) اوپر ڈال دی جاتی ہے۔(ب) سے پہلے حرکت والے نون کی آواز حسب حال ہی رہے گی۔جیسے:یَنْبُوْعًا ۔نَفْسٌ بِمَا۔ خَبِیْرًا بَصِیْرًا۔ رَجْعٌ بَعِیْدٌ۔

(11):بعض حروف مقطعات کا تلفّظ یہ ہے جو ان کے نیچے درج ہے۔

(الٓر) :اَلِفْ لَآم رَا۔ (الٓمّٓ):اَلِفْ لَآم مِیْم ۔(طٰسٓمّٓ):طَاسِیْم مِیْم۔ (الٓمّٓر): اَلِفْ لَام مِیْم رَا۔(الٓمّٓصٓ): الف لام میم صاد۔

(12):سورۃ آل عمران میں الٓمّٓ اَللّٰہُ میں اگر میم پر وقف کرنا ہوتو اللہ کے الف (یا ہمزۂ وصل) پر زبر سمجھیں۔ اگر وقف نہ کرنا ہوتو تلفّظ یوں ہوگا: اَلِفْ لَامْ مِیْمْ مَ اللّٰہ۔ اور مِیْمْ مَ اللّٰہُ غلط ہوگا۔اگر وقف کرنا ہوتو تلفّظ یوں ہوگا۔ اَلِفْ لَامْ مِیْمْ۔

(13):قرآن کریم میں بعض ایسے الف بھی ہیں جو پڑھنے میں نہیں آتے ۔ان پر علامت (×) یا (°)ڈال دی جاتی ہے۔موجودہ عربی طرزِ کتابت میں یہ نہیں لکھے جاتے۔ ہاں قرآن کریم میں بدستور لکھے جاتے ہیں تا کہ پرانی طرز تحریر محفوظ رہے۔بعض مثالیں یہ ہیں۔

آل عمران رکوع15میں اَفَائِنْ مَّاتَ،آل عمران رکوع17میں لَاْ اِلَی اللّٰهِ،سورۃ مائدہ رکوع5میں اَنْ تَبُوْءَ اْ۔سورۃ الانعام رکوع4میں مِنْ نَبَاْئِ الْمُرْسَلِیْنَ، سورۃ التوبہ رکوع7میں لَاْ اَوْضَعُوْا ۔ سورۃ الصّٰفّٰت رکوع2میں لَاْ اِلَی الْجَحِیْمِ۔سورۃ الدھر رکوع1میں قَوَارِیْرَاْ مِنْ فِضَّةٍ وغیرہ میں۔

❁❁❁❁❁

خیر مقدمی ترانہ

مردِ فارس پیارے آقا مرحبا
مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
شادماں ہیں آج سب پیر و جواں
آئے ہیں آقا ہمارے درمیاں
اُٹھ رہی ہے ہر طرف سے یہ ندا
مردِ فارس پیارے آقا مرحبا
سب تیری الفت میں یاں مخمور ہیں
دیکھ کر تجھ کو سبھی مسرور ہیں
بھر گئی ہے تیری الفت سے فضا
مردِ فارس پیارے آقا مرحبا
فتح و نصرت آپ کے چومیں قدم
بڑھتے جائیں آپ آگے دمبدم
آپ کو مومن یہ دیتے ہیں دعا
مردِ فارس پیارے آقا مرحبا

(خواجہ عبدالمومن)

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 13

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کسی ایک شخص کو یا کسی گروپ کو کوئی حق نہیں کہ قانون اپنے ہاتھ میں لے،اس کی اجازت نہیں ہے۔لیکن آج اس تعلیم کے خلاف مسلمان اور عیسائی ،ایسٹ اور ویسٹ دونوں ہی ظلم کرنے میں Involve ہیں۔وجہ یہ ہے کہ خدا کو بھول گئے ہیں،اپنے دلوں پر کنٹرول نہیں رہا،بے صبری ہے اور ایک دوسرے کے خلاف بداعتمادی اور بدظنی ہے۔ٹرسٹ نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خودکش حملے،بے گناہوں،معصوموں کی جان لے رہے ہیں یہ سب غلط ہے۔اس کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

اسی طرح مغربی حکومتوں کے ہوائی حملے بھی ظلم ہیں ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ کمیونٹی امن کا پیغام دے رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کا پیغام یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت اور اس سے محبت کرنا سیکھو اس کے بغیر وحدت کا قیام ناممکن ہے۔خالق حقیقی سے رابطہ بڑھانے کے نتیجہ میں اس کی مخلوق سے بھی ایک ایسی بے لوث محبت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان سارے انسانوں کی خدمت کے لئے وقف رہتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ایک چھوٹی سی جماعت ہے، خواندگی،تعلیم و تدریس کے میدان میں مفلوک الحال قوموں کے بچوں اور بچیوں کی سالہا سال سے خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔پینے کے پانی کی قلّت غرباء کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔اس سلسلہ میں جماعت کی کوششیں جاری ہیں۔اسی طرح طبّی سہولتیں اکثر غریب ملکوں کو میسّر نہیں ۔اس میدان میں بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ نے غیر معمولی خدمت کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا ہر قسم کے فتنہ وفساد سے دور رہتے ہوئے جماعت احمدیہ کے ممبران جو اس وقت دنیا کے 180 ممالک میں رہتے ہیں ملکی قوانین کے پابند اور اپنے اپنے ملک کے وفادار پرامن شہری کے طور پر ایک نمونہ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی امن و محبت،نیکی،تقویٰ،بنی نوع انسان کی خدمت سے متعلق تعلیمات بیان کر کے فرمایا۔یہ ہے وہ اسلامی تعلیم جو جماعت احمدیہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھتی ہے اور اسی پیغام کو پہنچاتی ہے۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنا خطاب ختم فرمایا تو سارا ہال پُر جوش تالیوں سے کافی دیر تک گونجتا رہا۔

حضور انور کے خطاب کے بعد سب مہمانوں کی خدمت میں مشروبات چائے اور دیگر لوازمات پیش کئے گئے،جس کا انتظام ایک علیحدہ ہال میں کیا گیا تھا۔VIP میز پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ منسٹر اور دیگر معزز مہمان تھے۔ حضور انور نے قریباً نصف گھنٹہ ان کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو فرمائی اس کے بعد حضور انور فرداً فرداً سب مہمانوں کے پاس گئے ان کا تعارف دریافت فرمایا اور بعض سے گفتگو فرمائی۔

دورہ کی ٹی وی اور پریس میڈیا میں کورتج

اس تقریب کے دوران کوپن ہیگن کے ایک TV چینل اور Radio کے نمائندہ کے علاوہ ڈنمارک کے پانچ بڑے اخباروں کے فوٹوگرافر،جرنلسٹ اور رپورٹر موجود تھے۔

اس پروگرام کے بارہ میں ڈنمارک کے نیشنل ٹی وی اور T.V2 نے بھی خبریں دی تھیں ۔ملک کی جن مختلف اخباروں نے اس تقریب کی خبریں دیں ان کے نام یہ ہیں۔

۱)اخبار Jylland Posten
۲)اخبار Berlingske
۳)اخبار Politiken
۴)اخبار Kristelig Dagblad
۵)اخبار Urban
۶) اخبار Metro Xpress
۷)اخبار Iydsvenska & Aftonbladet

پہلی تین اخباروں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے محبت و امن کے پیغام کے متعلق آرٹیکل لکھے اور حضور انور کے دورہ اور مصروفیات کی کورتج دی۔

میڈیا اور ان اخبارات کے ذریعہ قریباً دو ملین لوگوں تک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پہنچا۔یہ کل ملک کا چالیس فیصد حصہ ہے۔

سویڈن کے ایک اخبار نے بھی حضور انور کے پیغام کا ذکر کیا اور آرٹیکل لکھا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے میڈیا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویوز ،خطابات ،پیغامات اور دورہ کے پروگراموں کی اتنی بھرپور اور وسیع پیمانہ پر کورتج ہے کہ پہلے اس طور پر کبھی نہیں ہوئی ۔ہر آنے والا دن پہلے سے بڑھکر کامیابیوں کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔الحمدللہ

سات بجے کے قریب استقبالیہ تقریب کے تمام پروگرام اپنے اختتام کو پہنچے۔اس کے بعد حضور انور واپس مسجد نصرت جہاں تشریف لے آئے۔

Valby پارک کی سیر

سوا سات بجے حضور انور مسجد نصرت جہاں پہنچے یہاں سے کچھ ہی دیر بعد حضور انور ویلبی پارک (Valby Park) میں سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔یہ پارک کوپن ہیگن کے سب سے بڑے سرسبز علاقہ میں شمار ہوتا ہے۔اس کی تعمیر 1937ء میں ہوئی ۔یہ سرسبز علاقہ اور پھولوں سے مزین پارک 64.2 ایکڑ رقبہ پر مشتمل سمندر کے کنارے بنایا گیا ہے۔ اس پارک کے خاص حصہ کو روز گارڈن (Rose Garden) کہتے ہیں۔جو 1964ء میں بنایا گیا اور اس کا رقبہ 1.5 ایکڑ ہے۔جس میں گلاب کی پرانی اقسام کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اس باغ میں گلاب کے پودوں کی تعداد 12000 ہزار ہے۔جن میں مختلف اقسام کی تعداد 175 ہے۔

اس طرح اس وسیع و عریض سرسبز پارک کے مختلف حصوں کو مخصوص کر کے ان کو طرح طرح اور قسما قسم کے خوشنما پھولوں سے مزین کیا گیا ہے۔جو اس پارک کی خوبصورتی بہت اضافہ کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قریباً پون گھنٹہ اس پارک کی سیر فرمائی اور پھر واپس مسجد تشریف لے آئے ۔ جہاں سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

مساجد میں ڈال دیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ تو کہیں نہیں لکھا کہ آپ نے سو مساجد کے لئے کہیں سے حصہ نہیں لینا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی کو ہدایت فرمائی کہ سو مساجد کے چندہ کی وصولی کے لئے ذیلی تنظیموں کی کمیٹی بنائیں۔سب صدران کمیٹی کے ممبران ہوں۔حضور انور نے فرمایا **جب ذیلی تنظیمیں چندہ مسجد وصول کریں** تو خدام،انصار سے پوچھ لیں کہ چندہ عام ادا کر دیا ہوا ہے یا نہیں؟ چندہ عام میں اگر کوئی بقایا وغیرہ بھی ہو تو خدام، انصار بتا سکتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا چندہ مسجد کی رسید کاٹتے ہوئے اس پر نوٹ دے دیا جائے کہ اس کا چندہ عام کا بقایا ہے۔کیا مسجد کا چندہ، چندہ عام میں ڈال دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **جو چندہ عام شرح کے مطابق نہیں دے رہے ان سے کسی تحریک میں چندہ وصول نہیں کرنا۔**

حضور انور نے نیشنل سیکرٹری مال کو ہدایت فرمائی کہ جماعتوں میں آپ کے سیکرٹریان مال اتنے فعال ہونے چاہئیں کہ آپ کو فوری اطلاع دیں کہ مساجد کے چندہ کی وصولی کی وجہ سے فلاں جگہ چندہ عام متاثر ہو رہا ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ ہم مسجد کے لئے دے رہے ہیں تو آپ امیر صاحب سے بات کریں اور پھر ایسے لوگوں کا چندہ مسجد، چندہ عام میں ڈالیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا چندہ عام میں کمی ہوئی ہے تو سیکرٹریان مال کا قصور ہے۔تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے گہرائی میں جا کر دیکھا کریں۔حضور انور نے فرمایا **سیکرٹریان مال کے نظام کو فعال کریں** تو یہ کمزوری نہیں آسکتی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو ہدایت فرمائی کہ آپ نے مساجد کے لئے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کریں۔فرمایا: یہ بجٹ نہیں ہے، یہ آپ کا وعدہ ہے۔حضور انور نے فرمایا۔میرے نزدیک سیکرٹری مال کا نظام فعال ہو جائے تو ان کا چندہ عام حاصل ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہر ایک کو بتایا جائے کہ چندہ عام تم نے ادا کرنا ہے۔یہ جو چندہ تم دے رہے ہو یہ چندہ مسجد ہے۔پہلے عام ادا کرو پھر سو مساجد کا دو۔حضور انور نے فرمایا **جو چندہ عام کے بقایا دار ہیں اُن سے ذیلی تنظیموں کا چندہ نہیں لینا۔**

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ آپ موصیان کی تعداد بڑھائیں آپ کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔تربیت بھی ہو جائے گی۔حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا وصیت میں مردوں کی تعداد بڑھائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **کتب کے تراجم** کا بھی جائزہ لیا۔حضور انور کو بتایا گیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ کتب کا ترجمہ شروع ہو چکا ہے۔حضور انور نے فرمایا۔یہ سب کتابیں آئندہ سال جلسہ سے قبل شائع ہو جائیں۔یہ آپ کا ٹارگٹ ہے۔حضور انور نے فرمایا کتاب ''شرائط بیعت'' کا ترجمہ بھی جلد مکمل کروائیں۔حضور انور نے فرمایا کتاب Islam's Response کا ترجمہ بھی ہونا چاہئے۔

حضور انور نے **شعبہ امور عامہ** کو ہدایت فرمائی کہ آپ نے قضاء کے معاملات میں دخل نہیں دینا بلکہ جو آپ کے معاملے ہیں ان کو نپٹائیں۔حضور انور نے فرمایا جب تربیت کا اثر ہوگا تو قانونی چارہ جوئی کا رجحان نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر صاحب جرمنی کو ہدایت فرمائی کہ **جرمنی میں جامعہ کا قیام** ''خلافت جوبلی'' کی سکیم میں شامل کریں۔فرمایا: اب اس بارہ میں پلاننگ کرنا شروع کر دیں۔UK میں جامعہ شروع ہو رہا ہے اس کو بھی دیکھیں اور اس بارہ میں جائزہ لینا شروع کریں۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ **لجنہ کا جماعت کے ماہانہ اجلاسوں میں شامل ہونا ضروری نہیں ہے**۔وہ اپنے علیحدہ ماہانہ اجلاس کرتی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو خاص مواقع ہیں جیسے جلسہ سالانہ، جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام، یوم مصلح موعودؓ، یوم خلافت، سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے ہیں ان میں لجنہ بھی شامل ہو۔یا اس کے علاوہ کوئی خاص موقع ہے، خاص اجلاس ہو رہا ہے۔مرکز سے نمائندہ نے آنا ہے، امیر ملک یا مبلغ انچارج نے آنا ہے تو پردہ کی رعایت کے ساتھ لجنہ کو ایسے خاص اجلاسوں میں بلایا جا سکتا ہے۔

نیشنل مجلس عاملہ کے ساتھ یہ میٹنگ مسلسل تین گھنٹے جاری رہی۔سوا تین بجے یہ میٹنگ ختم ہوئی۔میٹنگ کے آخر پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

اس کے بعد حضور انور نے بیت الرشید ہمبرگ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

پانچ بجے سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔اس کے بعد فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ہمبرگ ریجن کی مختلف جماعتوں سے بیس خاندانوں کے ۹۱ /افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ملاقات کرنے والوں میں بعض فیملیز پانچ صد کلومیٹر فاصلہ طے کر کے فرنکفرٹ سے پہنچیں تھیں۔ملاقاتوں کا پروگرام چھ بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔

مبلغین کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد مبلغین سلسلہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔الکوحل فری بیئر کے بارہ میں حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جب تک کوئی فیصلہ نہیں آجاتا اس وقت تک تقویٰ کا تقاضا یہی ہے کہ اس کے قریب نہ جایا جائے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس بارہ میں تفصیلی طور پر لکھ کر مرکز کو فتویٰ کے لئے بھجوائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **تبلیغ ڈے، Mosque Day اور عید ملن پروگرام** کے بارہ میں اصولی ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسا انتظام ہونا چاہئے **کہ مردوں کا حصہ علیحدہ ہو اور عورتوں کا حصہ علیحدہ**۔لجنہ کا اپنا علیحدہ حصہ ہونا چاہئے۔جب مہمان آئیں تو ان کو بتا دیا جائے کہ یہ ہماری روایات ہیں۔خواتین کے لئے علیحدہ حصہ مخصوص ہے۔ہماری خواہش ہے کہ آپ کی عورتیں، عورتوں کی طرف جائیں۔آگے آپ کی Choice ہے۔اگر وہ اپنی روایات برقرار رکھتے ہیں تو ہم کو بھی اپنی روایات برقرار رکھنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ یہ سب ایسے پروگرام جن میں مرد و خواتین مہمان آرہے ہیں مردوں کی طرف سے ہونے چاہئیں۔فرمایا۔جب آپ آنے والی مہمان خواتین کو کہیں گے کہ خواتین کے لئے علیحدہ انتظام ہے تو یہ بات ان لوگوں کو Attract کرے گی کہ جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

تبلیغی سٹال اور اس طرح کے مواقع پر خواتین کے کام کرنے کے بارہ میں فرمایا کہ اگر خواتین نے کام کرنا ہے تو اپنے پورے لباس میں ہوں اور پردہ میں ہوں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مغربی لوگ کھلا دل رکھتے ہیں اور دوسروں کی روایات کا احترام کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **انٹرنیٹ کی برائی** کے بارہ میں اب مختلف اطراف سے آوازیں اٹھ رہی ہیں۔اب دنیا نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اس کے نقصانات بہت ہیں۔گھر اجڑ رہے ہیں، بچے تباہ ہو رہے ہیں، گھروں میں کرپشن پیدا ہو گئی ہے۔حضور انور نے فرمایا انٹرنیٹ کی طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔فرمایا جماعت کی ویب سائیٹ پر جو غلط باتیں ہیں ان کو ختم کریں۔فرمایا انٹرنیٹ کے نقصانات پر مضامین لکھے جائیں۔جن لڑکوں اور لڑکیوں کو انٹرنیٹ کی وجہ سے چوٹیں لگی ہوئی ہیں ان سے مضامین لکھوائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام **مبلغین کو ہدایت** فرمائی کہ پہلے تین ماہ کی روزانہ کی ڈائری لکھیں۔ہر ماہ کی روزانہ کی ڈائری مجھے بھجوائیں کہ صبح تہجد کے وقت اٹھنے سے لے کر رات کے سونے تک جو کام کیا ہے وہ لکھیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ کو ایک ہفتہ بعد پتہ چل جائے گا کہ کتنا وقت ہے جو آپ بچا سکتے ہیں۔حضور انور نے فرمایا جو چاک آؤٹ پروگرام بن گیا، اس کے علاوہ بھی بہت کام ہیں نئے راستے تلاش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مبلغین کو ہدایت فرمائی کہ اپنے اپنے ریجن کی تمام جماعتوں کے دورے کریں اور رابطے کریں اور لوگوں سے رابطے کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اگر آپ بعض گھروں میں جائیں گے اور بعض میں نہیں جائیں گے تو لوگ اعتراض کریں گے، بدظنی کریں گے کہ ہمارے گھر میں نہیں آئے۔اس لئے ہر گھر میں جائیں تا کہ کسی کو اعتراض کا موقع پیدا نہ ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ترکی زبان جاننے والے مبلغین کو فرمایا کہ ترکوں کے ماحول کا آپ کو پتہ ہے ان میں کام کریں۔

جرمنوں میں تبلیغ کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب ایک دم بریک تھرو (Break Through) ہونا ہے۔ان کے کانوں میں آواز پڑتی رہنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا **نومبائعین کی تربیت** کا ہر جگہ جائزہ لینا چاہئے کہ کتنے افراد نے بیعت کی تھی۔ان نومبائعین کے ساتھ کس کس کا رابطہ رہا۔اگر ان نومبائعین نے نقل مکانی کی ہے تو کہاں گئے ہیں۔فرمایا نومبائعین سے رابطہ ایک کا کام نہیں پوری ٹیم کو Involve ہونا پڑے گا۔

حضور انور نے **بلغاریہ کے مبلغین** سے فرمایا کہ بلغاریہ میں رہنے والے پاکستانیوں کا ایسا ماحول پیدا ہو گیا ہے اُن میں یہ احساس پیدا ہو گیا ہے کہ ہم نے اردو زبان سیکھنی ہے۔آپس میں تعلق کا احساس ہے کہ ہم ایک جسم ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بلغاریہ میں جو ایک دفعہ ماحول پیدا کر دیا ہے اس کو اب قائم رکھنا ہے۔انہیں مزید بتائیں، مزید اردو زبان سکھائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **جرمنی کے مبلغین** کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ میرا اپنا احساس ہے جس طرح اس ملک میں احمدیت کا تعارف کروانا چاہئے ویسے نہیں ہوا۔دوسرے مسلمان زیادہ اثر انداز ہیں۔حضور انور نے فرمایا مبلغین اس بارہ میں سوچیں اور کام کے راستے نکالیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کے سپرد ممالک آذربائیجان، جبرالٹر کے ممالک میں دوبارہ دورہ پر جانے کی ہدایات فرمائیں۔مراکش کے بارہ میں بھی ہدایت فرمائی کہ وہاں کا دورہ بھی کیا جائے۔اسی طرح ترکی میں بھی کسی کو بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **MTA کے پروگراموں کے بارہ میں** فرمایا کہ پروگراموں میں جدّت پیدا کریں۔ڈاکومینٹری پروگرام بھی بنا کر بھجوائیں۔

مبلغین کے ساتھ یہ میٹنگ پونے آٹھ بجے تک جاری رہی۔اس کے بعد حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

سوا آٹھ بجے حضور انور نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع افراد قافلہ ہمبرگ کے مشہور پارک Planten Un Blumen کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔یہ پارک ہمبرگ شہر کے سنٹر کے قریب واقع ہے۔یہ ایک بہت بڑی سیر گاہ ہے جس میں مختلف پارک بنائے گئے ہیں۔اس پارک کی ایک خاص چیز رنگین فوّارے ہیں۔ہر سال مارچ سے اکتوبر تک یہ فوّارے شام کو چلائے جاتے ہیں اور پانی موسیقی کے ساتھ فوّاروں سے باہر آتا ہے اور بہت خوبصورت ڈیزائنوں میں رنگارنگ کی روشنیوں کے ساتھ بلند ہوتا ہے۔اور پانی کے مختلف اطراف میں بلند ہونے سے رنگ برنگے مناظر بنتے ہیں۔یہ پروگرام روزانہ شام نصف گھنٹہ کا ہوتا ہے۔اس پروگرام کو دیکھنے کے لئے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔

خدام کے ایک گروپ نے یہاں پہلے سے پہنچ کر ایک جگہ ریزرو کی ہوئی تھی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ پروگرام دیکھا۔یہاں سے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس روانہ ہوئے اور بیت الرشید جاتے ہوئے راستہ میں کچھ دیر کے لئے مسجد فضل عمر ہمبرگ تشریف لے گئے۔اس مسجد کی تعمیر ۱۹۵۷ء میں ہوئی تھی۔حضور انور نے مسجد کا معائنہ فرمایا اور صدر جماعت اور مبلغ سلسلہ ہمبرگ سے دریافت فرمایا کہ کتنے افراد اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مشن ہاؤس اور مبلغ سلسلہ کی رہائش کا بھی معائنہ فرمایا۔اس موقع پر حلقہ مسجد فضل عمر کے احباب جماعت مرد، خواتین اور بچے حضور انور کے استقبال کے لئے جمع تھے۔سبھی نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کو اھلاً وسھلاً ومرحباً کہا۔حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔اس مسجد کی تعمیر کے لئے جن احباب نے مالی قربانیاں پیش کی تھیں ان کے اسماء پر مشتمل فہرست مشن کی دیوار پر آویزاں ہے۔حضور انور نے کچھ دیر کے لئے اس فہرست کو دیکھا۔بعد ازاں حضور انور کچھ وقت کے لئے مسجد کے پچھلے بیرونی حصہ میں تشریف لے گئے جہاں ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔یہاں سے ساڑھے دس بجے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

حضورانور بیت الرشید کے لئے روانہ ہوئے۔اور پونے گیارہ بجے بیت الرشید پہنچےاوراپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

5 ستمبر 2005ء بروزسوموار:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضو رانور نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔صبح ساڑھے نو بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری ملاقاتیں فرمائیں۔

فیملی ملاقاتیں

پونے گیارہ بجے فیملی اورانفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔Hamburg جماعت کے علاوہ جماعت Nieder Sachsen ، Schleswig,HessenNord,Sachsen ,Frankfurt Bramdenburg,Westfalken اور جماعت Hessen Sud کے ۴۸ خاندانوں کے ۱۹۶ افراد نے حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بھی بنوائیں۔ملاقاتوں کا یہ پروگرام ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔

پونے دو بجے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔

تفریحی پروگرام

آج پروگرام کے مطابق بعد از سہ پہر ایک تفریحی پروگرام کے لئے روانگی تھی۔ساڑھے پانچ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔ حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید کے احاطہ میں ایک پودالگایا۔حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا نے بھی ایک پودا لگایا۔حضورانور نے دعا کروائی۔اس کے بعد تفریحی پروگرام کے لئے روانگی ہوئی۔

سرکاری طور پر ہمبرگ شہر کو علاقائی تقسیم کے لحاظ سے سو سے زائد حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔مقامی جماعت نے Rissen کے علاقہ میں ایک سیر گاہ کو اس پکنک کے لئے منتخب کیا تھا۔اس پارک کا نام Kiesgrube ہے جو کہ نہایت خوبصورت جگہ ہے۔یہاں ہمبرگ کے سمندر Elbe سے ایک چھوٹی ندی کی صورت میں پانی لاکرایک چھوٹی جھیل بھی بنائی گئی ہے اورسمندری جہاز رانی کی بعض کمپنیوں کے دفاتر بھی موجود ہیں۔چاروں طرف سرسبز درختوں کی وجہ سے بظاہر یہ ایک چھوٹا سا جنگل نظر آتا ہے۔

اس تفریحی پروگرام میں جرمنی کے تمام مبلغین ،ان کی فیملیز ،بعض مرکزی مہمان اور جرمنی کی نیشنل مجلس عاملہ کے بعض ممبران اور ہمبرگ کی لوکل امارت کے بعض عہدیدار شامل تھے۔لجنہ کی بعض عہدیدار بھی اس پروگرام میں شامل ہوئیں۔

اس پکنک اور Grill پارٹی (باربی کیو) کی تیاری کے لئے صبح سے ہی خدام الاحمدیہ اورضیافت کی ٹیمیں یہاں پہنچیں اور مختلف امور سرانجام دیئے۔عام طور پر اس پارک کے اندر گاڑیاں لے جانے کی اجازت نہیں ہے مگر مقامی انتظامیہ نے حضورانور کی گاڑی کے لئے خاص طور پر اندر جانے کے لئے دروازہ کھول دیا۔یہ پارک بیت الرشید سے قریباً ۱۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔اس پارک میں کرکٹ کھیلنے کے لئے ایک عارضی Pich بھی تیار کی گئی تھی اسی طرح والی بال اور بیڈ منٹن کھیلنے کے لئے Net بھی لگائے گئے تھے۔

حضور انور نے ازراہ شفقت اپنے خدام کے ساتھ کرکٹ اور بیڈمنٹن کھیلی۔کرکٹ میں حضورانور نے بیٹنگ بھی کی اور باؤلنگ بھی کروائی۔بعض مبلغین ،ان کے بچوں اور بعض دوسرے احباب نے بھی حضورانور کو باؤلنگ کروائی۔آج کا دن اس تفریحی پروگرام میں شامل ہونے والے سبھی احباب کے لئے انتہائی خوشی ومسرت کا دن تھا۔ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی اور پیارے آقا کے قرب کے حصول پر خوش تھا۔

اس پارک میں Grill کے ارد گرد کھانے کی میزیں وغیرہ مستقل طور پر انتظامیہ کی طرف سے لگائی گئی تھیں۔کھیل سے فارغ ہوکر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے سبھی خدام کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Grill کے پاس تشریف لائے اور یہاں باربی کیو(Bar Be Que) کی تیاری میں مصروف خدام کی حوصلہ افزائی فرمائی۔کچھ دیران کے پاس کھڑے رہےاوران سے گفتگو فرمائی۔

حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا لجنہ کے حصہ میں ہمہ وقت موجودرہیں۔حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لجنہ کی طرف بھی تشریف لے گئے جہاں خواتین نے اپنے پیارے آقا کا نہ صرف شرف زیارت حاصل کیا بلکہ بڑی تعداد میں تصاویر بھی بنوائیں۔حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان فیملیز سے گفتگو بھی فرمائی۔

بعدازاں ایک ہلکی پھلکی مزاح کی مجلس ہوئی جس میں لطائف کے ساتھ ساتھ مزاحیہ نظمیں بھی پڑھی گئیں۔بعض دعائیہ نظمیں بھی پڑھی گئیں۔اس کے بعد مبلغین اور انکے بچوں نے باری باری حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔شعبہ ضیافت اور MTA کے کارکنان نے بھی اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کا شرف حاصل کیا۔

اس پروگرام سے فارغ ہوکر پونے آٹھ بجے واپس بیت الرشید کے لئے روانگی ہوئی۔سوا آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الرشید پہنچے اور کچھ ہی دیر بعد مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پرتشریف لے گئے۔آج جرمنی میں قیام کا آخری دن تھا۔

6 ستمبر 2005ء بروزمنگل:

جرمنی سے ڈنمارک کے لئے روانگی۔

ڈنمارک میں حضورانورایدہ اللہ کا ورود مسعود

صبح ساڑھے پانچ بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔

آج پروگرام کے مطابق ہمبرگ سے کوپن ہیگن (Copenhagen) ڈنمارک کے لئے روانگی تھی۔احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے صبح سے ہی بیت الرشید میں جمع ہونی شروع ہوگئی تھی۔

دس بج کردس منٹ پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے۔حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد سے قبل روانگی کی تیاری مکمل ہوچکی تھی۔حضورانور نے دعا کروائی اوراپنا ہاتھ بلند کرکے سبھی احباب کو السلام علیکم کہا اور قافلہ بیت الرشید ہمبرگ سے ڈنمارک کے لئے روانہ ہوا۔

ہمبرگ سے کوپن ہیگن (ڈنمارک) کا فاصلہ ۴۵۰ کلومیٹر ہے۔ہمبرگ سے براستہ Keil ڈنمارک کے بارڈر کی طرف سفر شروع ہوا۔گیارہ بجکر بیس منٹ پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے Flensberg کے مقام پر جرمنی ، ڈنمارک کا بارڈر کراس کیا اور ڈنمارک کی حدود میں داخل ہوئے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک قدم پہلی بار ڈنمارک کی سرزمین پر پڑے۔ بارڈر سے چند کلومیٹر آگے پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مکرم عبدالباسط صاحب امیر جماعت ڈنمارک ،مکرم نعمت اللہ بشارت صاحب مبلغ انچارج ڈنمارک ،صدر مجلس انصاراللہ،صدر مجلس خدام الاحمدیہ ڈنمارک نے مجلس عاملہ کے چند ممبران اور خدام کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔یہ احباب کوپن ہیگن سے ۲۹۰ کلومیٹر کا سفر طے کر کے یہاں پہنچے تھے۔یہاں کی حکومت کی انتظامیہ نے حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سیکیورٹی کے لئے دو پولیس گارڈ مہیّا کئے ہیں جو ڈنمارک کے پورے دورہ میں حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ رہیں گے۔یہ دونوں پولیس گارڈ بھی اپنی سپیشل گاڑی میں کوپن ہیگن سے ۲۹۰ کلومیٹر کا سفر طے کر کے بارڈر پر حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو Receive کرنے کے لئے آئے تھے۔

ہمبرگ جرمنی سے یہاں ڈنمارک کے بارڈر تک مکرم حیدرعلی ظفر صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج ،نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت جرمنی ،لوکل امیر ہمبرگ اور صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی خدام کی ایک ٹیم کے ساتھ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو الوداع کہنے کے لئے ساتھ آئے تھے۔ان سبھی احباب نے یہاں سے پروگرام کے مطابق واپس جانے کی اجازت چاہی۔حضورانور نے ان سب کوشرف مصافحہ بخشا۔ڈنمارک سے استقبال کے لئے آنے والے وفد نے بھی حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مصافحہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

گیارہ بجکر ۴۰ منٹ پر یہاں سے کوپن ہیگن کے لئے روانگی ہوئی۔پولیس کی کارحضورانور کی کار کے آگے تھی۔دوران سفرسوا ایک بجے کے قریب راستہ میں Kundborg کے علاقہ میں Storebelt کے مقام پر رُکے۔یہاں سمندر کے کنارے ایک ریسٹورنٹ میں جماعت نے چائے اور ریفریشمنٹ وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔یہاں سے دو بجے آگے روانگی ہوئی۔یہاں سے روانہ ہوتے ہی اُس پل پر سے گزرے جو سمندر پر تعمیر کیا گیا ہے اور یہ دنیا میں دوسرا لمباترین پُل ہے۔اس کی لمبائی ۲۸ کلومیٹر ہے اور یہ سارا سمندر پر تعمیر ہوا ہے۔دنیا کا سب سے لمباترین پُل جاپان میں ہے جس کی لمبائی ۲۹ کلومیٹر ہے۔

تین بجکر ۲۵ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ورود مسعود مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں ہوا۔ احباب جماعت مرد وخواتین اور بچوں نے حضورانور کا استقبال کیا۔بچیوں نے استقبالیہ نغمات پیش کئے۔حضورانور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران نے حضورانور سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔ان استقبالیہ لمحات کی فلم بندی اور رپورٹنگ کے لئے ملکی میڈیا بھی موجود تھا۔

اس کے بعد پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لوائے احمدیت لہرایا جب کہ امیر صاحب ڈنمارک نے ڈنمارک کا قومی پرچم لہرایا۔بعد ازاں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔اس کے بعد حضورانور خواتین کے حصہ کی طرف تشریف لے گئے۔مسجد کے بالمقابل گیسٹ ہاؤس کے بیرونی لان میں مارکی لگا کر لجنہ کیلئے انتظام کیا گیا تھا۔خواتین نے نعرے لگاتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا اور شرف زیارت حاصل کیا۔ڈنمارک جماعت کے بہت سے مرد وخواتین ،بچے بوڑھے ایسے ہیں جنہوں نے پہلی دفعہ حضورانور کا دیدار کیا ہے۔آج کا دن جماعت ڈنمارک کے لئے بہت بابرکت اور خوشی ومسرّت کا دن ہے۔حضورانور کے مبارک قدم پہلی مرتبہ اس سرزمین پر پڑے ہیں۔اللہ یہ سعادت اس جماعت کے لئے مبارک فرمائے۔

TV اوراخباری نمائندوں سے انٹرویو

اس استقبالیہ پروگرام کے بعد حضورانور مشن ہاؤس کے اندر تشریف لے آئے۔جہاں ملکی نیشنل ٹی وی "TV 2" کے نمائندہ اورنیشنل اخبار "Jyllands Posten" کے نمائندہ نے حضورانور سے انٹرویو کیا۔

ڈنمارک آمد کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ سویڈن میں سکینڈے نیوین ممالک کی کانفرنس ہورہی ہے وہاں جاتے ہوئے راستہ میں یہاں ٹھہرا ہوں۔یہاں اپنی کمیونٹی کے ممبران سے ملوں گا اور جائزہ لوں گا کہ وہ کس طرح رہ رہے ہیں۔احمدی لوگ قانون کے پابند ہیں۔یہاں دوران قیام جمعہ بھی ادا کیا جائے گا اور نمازیں ادا کی جائیں گی۔جماعت کے ممبران سے باتیں ہوں گی اوران کا روحانی معیار بلند ہوگا۔

ایک سوال کے جواب میں حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔جو بھی قرآن کریم کی تعلیمات ہیں ہم ان پر عمل پیرا ہیں۔خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اوراس کی مخلوق سے،بنی نوع انسان سے محبت رکھتے ہیں۔ہم امن کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ہم امن وسلامتی کا پیغام دیتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ ہم ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں۔قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں۔ہمارے اور دوسروں کے درمیان جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ چودھویں صدی میں مسیح ومہدی آئے گا۔جب بھی آئے اس کو قبول کرو۔ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ شخص آچکا ہے۔باقی مسلمان اس کا انتظار کر رہے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر مذہب اپنے اپنے ہاں کسی مصلح کا منتظر ہے۔عیسائی بھی مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں۔دوسرے مذاہب بھی اپنے ہاں کسی ریفارمر کا انتظار کررہے ہیں۔جب کہ ہمارے مطابق جس مسیح ومہدی نے آنا تھا وہ آچکا ہے اور ہم اس کو قبول کرچکے ہیں۔

حضور انور نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ شریعت یہ بتاتی ہے کہ ایک خدا پر ایمان لاؤ اوراس کی عبادت کرو ،قانون کی پابندی کرو،ایک دوسرے سے محبت سے پیش آؤ، مخلوقِ خدا سے محبت کرو۔

ایک سوال کے جواب میں حضو رانور نے فرمایا کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے قرآن کریم نے ﴿لَا اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ﴾ (بقرہ: 257) کا اعلان کیا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔اسلام ہرگز تلوار کے ذریعہ یا بزور طاقت نہیں پھیلا۔ہم اس بات پر نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ عمل کرتے ہیں۔ہم لوگوں کے دل جیتتے ہیں اور محبت سے جیتتے ہیں۔ہمارا سلوگن ہے ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ حضورانورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انٹرویو لینے والے کوفرمایا کہ ایک دن تمہارا دل بھی جیتیں گے،صرف تمہارا نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کا بھی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہم ہر شخص کا دل محبت سے جیتیں گے۔یہ ہمارا اصل مقصد ہے۔ اگرچہ ہماری پراگرس زیادہ نہیں۔چندسال قبل ہماری جماعت پچاس ملکوں میں تھی اب ۱۸۰ سے زائد ممالک میں قائم ہوچکی ہے اور تعداد میں بہت بڑھ رہے ہیں اور انشاء اللہ ایک دن ہم اکثریت میں ہوں گے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ڈنمارک میں میرا یہ پہلا وزٹ ہے مَیں زیادہ نہیں جانتا۔بس میرا پیغام یہ ہے کہ خدا کے قریب آئیں اُس کے سامنے جھکیں، یہی تمام مسائل کا حل ہے اور آپ اپنی ذمہ داری ادا کرسکتے ہیں۔ اپنے مذہب کی اصل تعلیم پر لازمی عمل کریں۔اگر حضرت مسیحؑ کی اصل تعلیمات پر عمل کریں تو پھر ہر ایک سے محبت و پیار

کریں گے۔اگرچہ ڈنمارک میں پہلے ہی امن ہے۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔میں نہیں جانتا کہ کب ہماری جماعت بڑی تعداد میں ہوگی۔لیکن نبی کریم ﷺ نے جو پیشگوئیاں کی تھیں وہ سب سچی نکلیں۔انشاءاللہ یہ بات بھی سچ نکلے گی کہ ہم دل جیت کر کثرت میں ہوں گے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پریس کے نمائندگان کو کہا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہی پریس میں آئے۔اپنے الفاظ میں اس میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔

قریباً پندرہ بیس منٹ کے اس انٹرویو کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ حضور انور کا قیام مسجد نصرت جہاں سے ملحقہ مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں ہے۔ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد نصرت جہاں میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مسجد نصرت جہاں کا معائنہ فرمایا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منتظمین سے فرمایا کہ مسجد کی بیرونی چھت کو صاف کیا جائے اور جو اس کا اپنا رنگ ہے وہ کروایا جائے۔

مسجد نصرت جہاں کی چھت گنبد نما ہے اور گول ہے۔ اس کی تعمیر اور چھت کے بیرونی حصہ کی تبدیلی کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف امور دریافت فرمائے۔مسجد کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اردگرد کے علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے۔

سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سیر سے واپس تشریف لائے اور لجنہ مارکی میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے کورس کی شکل میں دعائیہ نظمیں اور استقبالیہ نغمات پیش کئے۔حضور انور قریباً بیس منٹ کے لئے یہاں تشریف فرما رہے۔اس دوران بچیاں نظمیں پڑھتی رہیں اور خواتین شرف زیارت سے فیض یاب ہوئیں۔

فیملی ملاقاتیں

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ کی عمارت کا معائنہ فرمایا۔بعدازاں حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہیں۔جماعت کوپن ہیگن کی ۲۳ فیملیز کے ۹۱/افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا اور تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کے بعد حضور انور نے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

نیشنل ٹی وی پر حضور انور کا انٹرویو

ڈنمارک کے نیشنل ٹی وی (TV2) کے نمائندہ نے حضور انور کا جو انٹرویو لیا تھا وہ شام سات بجے کی نیشنل نیوز میں نشر کیا گیا۔خبر کا عنوان تھا The Khalifa has Landed ۔ خبروں میں بتایا گیا کہ آج جماعت احمدیہ کے خلیفہ ڈنمارک پہنچے ہیں۔یہ جو خلیفہ ہیں ان کا دوسرے مسلمانوں سے بعض امور میں اختلاف ہے۔خلیفہ نے ڈنمارک کی سب سے پہلی مسجد کا وزٹ کیا۔خبروں میں حضور انور کی تصویر دکھائی گئی۔ حضور انور کا قافلہ مسجد پہنچتے ہوئے دکھایا گیا۔احباب جماعت کے استقبال کے مناظر اور بچیوں کو خوبصورت لباس میں ملبوس استقبالیہ نغمات پڑھتے ہوئے بھی دکھایا گیا۔پرچم کشائی کی تقریب بھی دکھائی گئی۔مسجد نصرت جہاں کی آغاز کی وہ پرانی تصاویر دکھائی گئیں جن میں یہ مسجد زیر تعمیر ہے اور ابھی بن رہی ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تصاویر بھی دکھائی گئیں اور ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ عیسائیوں کے لئے پوپ کا جو مقام ہے اسی طرح احمدیوں کے لئے خلیفہ کا مقام ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انٹرویو کے بعض حصے دکھائے گئے جن میں حضور انور نے امن کا پیغام دیا تھا اور بنی نوع انسان اور مخلوق خدا سے محبت کی تعلیم دی تھی۔یہ بھی بتایا گیا کہ احمدی حضرات، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو مانتے ہیں جب کہ دوسرے مسلمان نہیں مانتے۔

جماعت کی ترقی کے بارہ میں حضور انور کے انٹرویو کے حوالہ سے بتایا گیا کہ چند سال قبل یہ جماعت پچاس ممالک تک پھیلی تھی اب ۱۸۰ سے زائد ممالک میں اس جماعت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔

خدام، انصار اور لجنہ کے Comments دکھائے گئے کہ آج کا دن ہمارے لئے خوشی ومسرت کا دن ہے اور بہت بڑا دن ہے۔ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز ہے کہ حضور انور ہمارے ہاں آئے ہیں۔خبروں میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے آئندہ پروگراموں کے بارہ میں بھی بتایا گیا کہ آرچ بشپ سے ملیں گے منسٹر آف Immigration سے ملاقات کریں گے اور ہوٹل میں منعقد ہونے والے سمپوزیم میں شرکت کریں گے۔

نیشنل TV پر جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد اور استقبال کا پروگرام اور دیگر امور کے بارہ میں تفصیل سے خبر آئی ہے اس طرح پہلے کبھی نہیں آئی۔اللہ کے فضل سے ڈینش میڈیا نے کھلے دل کے ساتھ حضور انور کو خوش آمدید کہا ہے۔

ڈنمارک میں جماعت احمدیہ کے مشن کی ابتداء ستمبر ۱۹۵۸ء میں ہوئی جب سید کمال یوسف صاحب مبلغ سلسلہ سویڈن سے پہلی مرتبہ ڈنمارک پہنچے۔اس وقت جماعتی تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے لوگوں سے لفٹ لے کر اپنا سفر مکمل کیا۔کچھ دیر یوتھ ہوسٹل میں رہے۔بعد میں فیملی گیسٹ کے طور پر مختلف مکانوں میں رہے۔

ڈنمارک کے پہلے مقامی احمدی عبدالسلام میڈسن صاحب ہیں۔انہوں نے ۱۹۵۸ء میں بیعت کی۔انہوں نے قرآن کریم کا ڈینش زبان میں ترجمہ کیا اور اعزازی مبلغ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد ''مسجد نصرت جہاں'' کا سنگ بنیاد ۶/مئی ۱۹۶۶ء کو رکھا گیا۔صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مکرم چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب، چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ جرمنی، بشیر احمد رفیق صاحب مبلغ انگلستان کی معیّت میں مسجد مبارک قادیان کی اینٹ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پہلے سے ہی بھجوائی ہوئی تھی سے سنگ بنیاد رکھا۔خواتین نے اس مسجد کی تعمیر کے لئے مالی قربانیاں پیش کیں اور یہ مسجد خواتین کے چندوں سے تعمیر کی گئی۔مسجد کا نام حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے نام پر ''مسجد نصرت جہاں'' رکھا گیا۔

مسجد کے آرکیٹیکٹ کا نام Mr.Jhon Zacharissen ہے جو کہ ایک ڈینش مسلمان ہے۔یہ مسجد فن تعمیر کے لحاظ سے منفرد حیثیت کی حامل ہے اور اس بہترین نمونے نے پورے ڈنمارک میں شہرت حاصل کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے دورہ ڈنمارک میں ۲۱/جولائی ۱۹۶۷ء میں بروز جمعۃ المبارک کو ''مسجد نصرت جہاں'' کا افتتاح فرمایا۔

مکرم میر مسعود احمد صاحب مبلغ انچارج ڈنمارک نے انتہائی مشکل حالات کے باوجود جگہ کی تلاش اور حصول میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔اس مسجد کی تعمیر پر مجموعی طور پر پانچ لاکھ روپے لاگت آئی۔یہ تمام رقم احمدی خواتین نے صدر لجنہ مرکزیہ حضرت سیدہ ام متین مریم صدیقہ صاحبہ کی نگرانی میں اکٹھی کی۔اکثر نے اپنے سارے کے سارے زیور چندہ میں دے دیئے۔ابتداء میں رقم کا اندازہ دو لاکھ تھا پھر تعمیر کے ساتھ ساتھ یہ اخراجات بڑھتے بڑھتے پانچ لاکھ روپے تک پہنچ گئے۔لجنہ نے یہ ساری رقم پوری کردی۔''مسجد نصرت جہاں'' اُن مساجد میں سے ایک ہے جو خالصۃً احمدی خواتین نے اپنے چندوں سے تعمیر کی ہیں۔

7/ستمبر 2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد نصرت جہاں'' میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

آرچ بشپ سے ملاقات

پروگرام کے مطابق دس بجے صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کوپن ہیگن کے ایک شاہی چرچ "Roskilde Cathederal" میں قائم شدہ میوزیم دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔سوا دس بجے حضور انور اس چرچ میں پہنچے جہاں اس Cathedral کے آرچ بشپ Mr.Jan Lundhardt نے چرچ سے باہر آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔ڈینش میڈیا کے نمائندے اور جرنلسٹ اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد کے انتظار میں وہاں موجود تھے۔اس شاہی چرچ کے آرچ بشپ جو سارے ڈنمارک میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اپنے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اندر لے گئے۔انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور ساتھ آنے والے وفد کے لئے چائے، کافی وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔حضور انور نے آرچ بشپ کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

آرچ بشپ نے بتایا کہ وہ ۱۹۹۸ء سے اس عہدہ پر ہیں۔اس ملک میں زیادہ تر لوگ پروٹسٹنٹ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جماعت کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ باقاعدہ مردم شماری نہیں ہے لیکن بڑی تعداد ہے۔بڑی تعداد مغربی اور مشرقی افریقہ میں ہے۔آرچ بشپ نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ اختلاف کے بارہ میں پوچھا تو حضور انور نے فرمایا ہم ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں، نبی کریم ﷺ پر ایمان لاتے ہیں اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے چودھویں صدی میں مسیح ومہدی کے آنے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ امام مہدی آچکا ہے جو مسیح بھی ہے۔حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوۃ والسلام قادیان انڈیا میں مبعوث ہوئے۔ہم نے اس مسیح ومہدی کو قبول کیا جب کہ دوسرے مسلمان فرقے ابھی تک امام مہدی کی آمد کے منتظر ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہم اسلامی تعلیمات پر حقیقی طور پر عمل پیرا ہیں۔

حضور انور نے دوران گفتگو فرمایا اس دفعہ جلسہ سالانہ ہر سکنڈے نیوین ملک میں کرنے کی بجائے سویڈن میں کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ دو سال سے دنیا کے مختلف ممالک کے دورہ پر ہوں۔مغربی افریقہ، کینیڈا اور یورپین ممالک کا دورہ کیا ہے اور آئندہ مزید پروگرام بھی ہیں۔

آرچ بشپ نے پوچھا کیا آپ نے پاکستان کا سفر کیا ہے جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں پاکستان میں رہا ہوں لیکن خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد پاکستان کا سفر نہیں کیا کیونکہ ہیڈ آف احمدیہ کمیونٹی ہونے کی حیثیت سے پاکستان میں نہیں رہ سکتا۔ملکی قانون کے مطابق نہ ہی اسلامی تعلیمات پر عمل کرسکتا ہوں، نہ تبلیغ کرسکتا ہوں، نہ خطبہ جمعہ دے سکتا ہوں، تقریر بھی نہیں کرسکتا اگر کروں گا تو مقدمہ قائم ہوگا۔اپنی جماعت کے ممبران کو بھی کچھ نہیں بتا سکتا۔

حضور انور نے فرمایا مجھ سے پہلے خلیفہ نے ۱۹۸۴ء میں پاکستان سے ہجرت کی۔میں نے ۲۰۰۳ء میں ہجرت کی ہے جب میں خلافت کے منصب پر منتخب ہوا۔آرچ بشپ کے ساتھ یہ گفتگو قریباً ۲۰ منٹ تک جاری رہی۔اس کے بعد آرچ بشپ نے خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ساتھ لے جا کر اس شاہی چرچ کے مختلف حصے دکھائے۔یہ ڈنمارک میں قدیم ترین چرچ ہے اس کی بنیاد گیارھویں صدی میں رکھی گئی تھی۔اس وقت یہ ایک عام چرچ تھا۔پندرھویں صدی میں اس کی توسیع کی گئی اور شاہی خاندان کے افراد نے اس کو اپنا مقبرہ بنالیا۔چنانچہ اس چرچ میں وسیع وعریض مختلف ہالز ہیں جن میں ڈنمارک کے بڑے بڑے بادشاہ، ملکہ اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد دفن ہیں۔۱۹۹۵ء میں UNESCO نے اس Cathedral کی اہمیت کے پیش نظر اس کو اہم ترین مقامات کی لسٹ میں شامل کیا ہے۔

چرچ کی بعض دیواروں پر بادشاہوں کے دور کے اہم معرکے پینٹنگ کے ذریعہ دکھائے گئے ہیں۔آرچ بشپ نے چرچ کے مختلف حصے اور بادشاہوں کے مزار اور قبور جو کہ بڑے بڑے بکس کی صورت میں ہیں، دکھاتے ہوئے ساتھ ساتھ تفاصیل بھی بیان کیں۔یہ لوہے کے بکس بڑے مضبوط ہیں اور مینا کاری کے ذریعہ ان کو بہت مختلف ڈیزائنوں میں بڑا خوبصورت بنایا گیا ہے۔

اس چرچ کے ایک حصہ میں آخری ''زار روس'' کی والدہ کی قبر بھی ہے اس کی تفصیل بشپ نے حضور انور کو بتائی۔یہ اُسی ''زار روس'' کی والدہ ہے جس کے بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک منظوم کلام میں پیشگوئی کرتے ہوئے لکھا تھا۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی بحال زار

چرچ کے بشپ نے حضور انور کو بتایا کہ آئندہ سال ڈنمارک کی ملکہ کے تحت یہاں ایک تقریب ہوگی۔اس کے بعد زار کی والدہ کے تابوت کو سینٹ پیٹرز برگ (St.Peters Burg) رشیا میں ''زار روس'' کے ساتھ دفن کرنے کا پروگرام ہے۔یہ تابوت ڈنمارک سے رشیا منتقل کیا جائے گا۔

اس شاہی چرچ کی ایک روایت اب تک چلی آرہی ہے کہ یہاں پر ایک گیٹ ہے جس کو صرف شاہی خاندان کے افراد کے لئے کھولا جاتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے خاص طور پر یہ گیٹ کھولا گیا اور حضور انور کو بعض ایسے راستوں سے لیجایا گیا جس سے صرف ممالک کے سربراہ اور شاہی خاندان کے لوگ ہی جاسکتے ہیں۔

چرچ کے اس میوزیم کا وزٹ کروانے کے بعد آرچ بشپ حضور انور کو گاڑی تک چھوڑنے آئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اُسی طرح اعزاز دیا گیا جس طرح سربراہان مملکت کو اعزاز دیا جاتا ہے۔

Viking میوزیم کا وزٹ

اس چرچ کے وزٹ کے بعد گیارہ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''Viking میوزیم'' کے لئے روانہ ہوئے۔پندرہ منٹ کے سفر کے بعد حضور انور Roskild پہنچے۔ میوزیم کی انتظامیہ کے ایک سینئر عہدیدار نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور حضور انور کو ساتھ لیجا کر سارا میوزیم دکھایا اور ساتھ ساتھ تفاصیل بھی بیان کیں۔

Vikings قوم ڈنمارک کی قدیم تاریخ کا حصہ ہیں۔یہ لوگ بحری قزّاق تھے، انہوں نے یورپ، افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں اپنی سمندری کشتیوں کے ذریعہ لمبے سفر کرکے جنگیں کیں اور مختلف ممالک پر قبضہ کیا۔انگلینڈ کے کچھ حصہ پر بھی انہوں نے قبضہ کیا۔اسی طرح افریقہ کے کچھ حصہ پر بھی انہوں نے حکومت کی۔اور بعض دوسرے ممالک بھی ان کے قبضہ میں رہے۔

Vikings قوم میں بادشاہت کا نظام تھا۔Vikings نے 600ء اور 700ء میں روس، ترکی، فرانس اور انگلینڈ کا رُخ کیا اور قبضہ کیا۔یہ لوگ اپنے سمندری سفروں میں چمڑے کی تجارت بھی کرتے تھے۔لوگوں کو غلام بنا کر جہازرانی میں مدد لیتے تھے اور ان کو آگے فروخت بھی کردیتے تھے۔ان کا آخری بادشاہ Harald

BlotJand تھا۔اس نے نویں صدی میں عیسائیت کو قبول کرلیا تھا اور 1042ء میں عیسائیت کو سرکاری مذہب بنا دیا گیا۔آج بھی ساری دنیا میں ڈنمارک کی پہچان Vikings کی وجہ سے ہے اور ان کی روایات پر اب بھی عمل کیا جاتا ہے۔مثلاً بڑی عمر کے لوگ سردیوں میں سمندر کے ٹھنڈے پانی سے نہاتے ہیں۔

اس قوم کی یاد اور تاریخ کو تازہ رکھنے کے لئے کوپن ہیگن سے ملحقہ شہر Roskilde میں ایک میوزیم بنایا گیا ہے جس میں ان لوگوں کی طرز رہائش کے بارہ میں بتایا گیا ہے اور وہ کشتیاں رکھی گئی ہیں جو یہ لوگ بناتے تھے اور ان پر سفر کرتے تھے۔صدیوں پرانی کشتیاں اس میوزیم میں رکھی گئی ہیں۔میوزیم کے سینئر عہدیدار نے حضور انور کو ساتھ لیجا کر یہ مختلف کشتیاں دکھائیں اور حضور انور کو پانچ کشتیوں (بڑے بڑے بحری بیڑوں) کے بارہ میں بتایا گیا کہ یہ گیارھویں صدی کے Vikings Ships ہیں جو Skuldelev جگہ کے نزدیک سمندری پہاڑوں کی تہہ سے 1962ء میں نکالے گئے ہیں اور اس میوزیم میں رکھے گئے ہیں۔ اس میوزیم میں دیواروں پر پینٹنگ کے ذریعہ اس قوم کی جنگوں، رہن سہن اور ان کے ہتھیاروں کے مناظر دکھائے گئے ہیں۔اسی طرح ساری دنیا میں ان کے سمندری سفروں کے روٹس بھی دکھائے گئے ہیں۔میوزیم کے اس وزٹ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وزیٹر بک پر اپنے دستخط فرمائے اور حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا نے بھی اپنے دستخط فرمائے۔

میوزیم کے ساتھ ہی کھلے سمندر کے ساحل پر Vikings قوم کے قدیم بحری بیڑوں کی طرز پر نئے بحری بیڑے بنائے گئے ہیں جو خاص مواقع کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ بحری بیڑے بھی دکھائے گئے اور ان کے بارہ میں یہاں کے منتظم نے حضور انور کو تفصیل سے بتایا۔یہاں کا وزٹ مکمل ہونے کے بعد حضور انور بارہ بجکر پچاس منٹ پر واپس روانہ ہوئے اور سوا ایک بجے مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن پہنچے اور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

دو بجے حضور انور نے مسجد نصرت جہاں میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔

اخبار کو انٹرویو

سوا تین بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور اخبار Kristelig Dagblad کی نمائندہ Bente Clausen نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔آج پروگرام کے مطابق شیڈول میں اخباری انٹرویو نہیں تھا۔لیکن یہ موصوفہ مشن ہاؤس میں آکر بیٹھ گئیں کہ مَیں نے انٹرویو ضرور لینا ہے،خواہ مجھے چند منٹ ہی دے دیئے جائیں۔مَیں نے کل کے اخبار میں ایک پورا صفحہ حضور انور اور آپ کے پروگراموں اور اس دورہ کے بارہ میں رکھا ہوا ہے۔

ڈینش میڈیا ہمیشہ اسلام کے خلاف رہا ہے اور اسلام کے حق میں آواز اٹھانے کے لئے ان تک رسائی بہت مشکل تھی۔اور اب حضور انور کی اس ملک میں آمد کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے اور ان کے دلوں کو اسلام کے حق میں پھیر دیا ہے۔کجا وہ وقت کہ ان تک پہنچنا مشکل تھا اور اب یہ حالت ہے کہ خود چل کر مسجد مشن ہاؤس پہنچتے ہیں اور دھرنا مار کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم نے حضور انور سے بات کر کے اور انٹرویو لے کر ہی جانا ہے۔ان لوگوں میں یہ تبدیلی بذات خود احمدیت کی صداقت کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے ایسے ایمان افروز اور روح پرور نظارے نظر آتے ہیں کہ جہاں ان سے ایمانوں کو تقویت اور جلا ملتی ہے وہاں دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے۔سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم

اخبار Kristelig Dagblad کی جرنلسٹ کو انٹرویو دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے سچے خادم ہیں۔آپؑ صرف اس لئے مبعوث ہوئے کہ آنحضرت ﷺ کی حقیقی تعلیم کو لوگوں تک پہنچائیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات کو پھیلائیں جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام،حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے آئے تھے۔

اس سوال کے جواب میں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۸۹ء میں کیوں اعلان کیا۔حضور انور نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ کا منشاء تھا۔اللہ کی تقدیر تھی وہ جب چاہے کسی کو بھیجے۔خدا تعالیٰ اپنی تقدیر کے مطابق اپنے وقت پر بھیجتا ہے اور وقت کی ضرورت تھی۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی کہ امام مہدی ومسیح چودھویں صدی میں آئے گا اور اسلام کی کھوئی ہوئی تعلیم کو لائے گا اور دوبارہ جاری کرے گا۔اس کی آمد کی نشانیاں بھی آپ ﷺ نے بتائیں جو انسان از خود اپنی طرف سے نہیں کر سکتا۔ان نشانیوں میں سے ایک نشان رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج کا گرہن ہے۔چنانچہ یہ نشان آپؑ کے دعویٰ کے بعد ظاہر ہوا۔جب یہ نشان ظاہر ہوا تو اس وقت آپ کے علاوہ اور کوئی مہدی ومسیح کا دعویدار نہ تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ تفصیلی انٹرویو قریباً ۲۰ منٹ جاری رہا جس میں حضور انور نے جرنلسٹ کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔

اس اخبار نے اپنی 8/ستمبر 2005ء کی اشاعت میں ایک مکمل صفحہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس انٹرویو کے لئے وقف کیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بڑی تصویر کے ساتھ یہ انٹرویو شائع کیا۔

اس اخبار نے لکھا ”دوصد ملین احمدی مسلمانوں کے رہنما آج پہلی بار ڈنمارک آئے ہیں۔اپنے دورہ کے دوران Minister of Integration اور بشپ Jan Linduardt سے ملیں گے۔ احمدی مسلمانوں نے کل اپنے دوصد ملین افراد پر مشتمل جماعت کے سربراہ کا ڈنمارک میں پہلی بار استقبال کیا۔

احمدیہ جماعت کی بنیاد ۱۸۸۹ء میں ہندوستان میں ڈالی گئی تھی۔احمدی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد حضرت مرزا غلام احمد کو ایک نبی کے طور پر مانتے ہیں۔اس وجہ سے باقی مسلمان ان سے اختلاف کرتے ہیں۔اس وجہ سے احمدی مسلمان بہت مشکل حالات سے گزر رہے ہیں۔پاکستان میں ان کو اقلّیت قرار دیا گیا ہے لیکن ان کو مذہبی اقلّیت نہیں مانا جاتا۔یہاں کی سنّی مسلمان اکثریت ان پر اکثر تشدد کرتی ہے۔

منسٹر Rikke Hvilshoj پانچویں خلیفہ کو ملنے کی منتظر ہیں۔جن کی عمر ۵۵ سال ہے اور ان کا نام حضرت مسرور احمد ہے جو بانی جماعت احمدیہ کے پڑپوتے ہیں۔منسٹر ان سے ملاقات کرنے کے بارہ میں خوشی کا اظہار کرتی ہیں۔

احمدی مسلمانوں کی تعداد ڈنمارک میں تقریباً پانچ چھ سو ہے۔ ڈنمارک میں یہ واحد مسلمان جماعت ہے جن کی ایک Proper اور صحیح مسجد ہے۔جہاں پر یہ اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اس مسجد کا نام ”مسجد نصرت جہاں“ ہے۔یہ مسجد Huidovre کے علاقہ میں واقع ہے اور اس کا افتتاح ۱۹۶۷ء میں ہوا تھا۔اور یہ مسجد ہندوستان اور پاکستان کی احمدی خواتین کے چندوں سے تعمیر ہوئی تھی۔اس وقت جب یہ مسجد بن رہی تھی تو اس مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی اکثریت ڈینش لوگوں کی تھی۔لیکن آج حالات اور ہیں آج پاکستانی احمدیوں کی اکثریت ہے۔

ڈنمارک کی احمدیہ جماعت واحد جماعت ہے جس نے قرآن کریم کا ڈینش زبان میں ترجمہ کیا ہے۔

خلیفہ نے اپنے پیغام میں پُر امن طریق سے باہمی پیار و محبت سے مل جل کر رہنے پر زور دیا۔آپس میں بات چیت کر کے مسائل کے حل کرنے پر زور دیا اور مذہبی آزادی پر خاص طور پر زور دیا۔ڈنمارک کی سرزمین پر قدم رکھنے کے بعد ان کا پہلا عمل یہ تھا کہ مسجد نصرت جہاں میں ڈنمارک کا قومی پرچم لہرایا گیا۔

خلیفہ کا قافلہ آٹھ گاڑیوں پر مشتمل تھا جو کہ Krusa بارڈر سے Hvidovre تک پہنچا اور سب نے ایک ساتھ سفر کیا۔

احمدی مسلمان یہ کہتے ہیں کہ وہ اسلام کی اصل حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہیں اور ان تعلیمات پر عمل نہیں کرتے جن کی تشریح قرآن کریم سے ہٹ کر ہو۔جو کہ رسول کریم ﷺ کی بنیادی تعلیمات سے ہٹ کر ہو۔احمدی احباب بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح بھی سمجھتے ہیں جو کہ نبی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ہے۔اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی سمجھا جاتا ہے ،خدا کا بیٹا نہیں۔

منسٹر کے ساتھ کانفرنس میں جانے سے پہلے خلیفہ آج صبح آرچ بشپ سے بھی ملیں گے۔اس کے بعد Roskilde میں Viking میوزیم کا وزٹ کریں گے۔

استقبالیہ تقریب میں شمولیت

آج جماعت احمدیہ ڈنمارک نے سکینڈے نیویا کے مشہور ہوٹل Radisson SAS میں ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شرکت کے لئے ساڑھے چار بجے اپنی رہائش گاہ سے ہوٹل تشریف لے گئے۔ کوپن ہیگن کے وسط میں یہ ہوٹل مسجد نصرت جہاں سے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔یہ ہوٹل بڑے بڑے ہائی لیول کے فنکشنز کے لئے سارے ڈنمارک میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہوٹل پہنچے جہاں ہوٹل کے ڈائریکٹر نے خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔اس تقریب میں ۱۵۰ سے زائد ڈینش مہمانوں نے شرکت کی۔جن میں پارلیمنٹ کے ممبرز، بزنس ڈائریکٹرز، آرٹسٹ، جرنلسٹ، ڈاکٹرز، پروفیسرز، کوپن ہیگن کونسل کے ممبرز، یو ایس اے ایمبیسی کے پولیٹکل آفیسر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے شرکت کی۔اس طرح اس تقریب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی تعداد میں حکومت کے مختلف محکموں سے تعلق رکھنے والے اور اعلیٰ طبقہ کے حکام شامل ہوئے۔

تقریب کا آغاز پانچ بجکر دس منٹ پر تلاوت قرآن کریم اور اس کے ڈینش ترجمہ سے ہوا۔اس کے بعد نعمت اللہ بشارت صاحب مبلغ انچارج ڈنمارک نے ڈینش زبان میں تعارفی ایڈریس پیش کیا اور اس تقریب کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اہالیان ڈنمارک کے معزز مہمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ آج ان میں جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام پہلی مرتبہ تشریف لائے ہیں اور اب ہم براہ راست امام جماعت احمدیہ سے اسلام اور احمدیت کی تعلیم کے متعلق خطاب سن سکیں گے۔

مبلغ انچارج صاحب کے خطاب کے بعد ڈنمارک کی وزیر مملکت Mrs.Rikke Hvilshoj جن کے پاس Refujee، Integration اور Immigrants کے عہدے ہیں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو حکومت ڈنمارک کی طرف سے خوش آمدید کہا۔وزیر مملکت خصوصی طور پر اس تقریب میں شرکت کے لئے آئی تھیں۔انہوں نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ ہمارے لئے یہ بڑا اعزاز ہے کہ ہم آج حضرت امام جماعت احمدیہ کا براہ راست خطاب سنیں گے۔ ہمارا ملک بلکہ ساری دنیا ایسی مشترکہ اقدار کی تلاش میں ہے جو موجودہ دور کی بدامنی اور افراتفری کو بدل کر ایک اصلاحی معاشرہ بناویں۔منسٹر نے کہا کہ ڈنمارک کا فلاحی معاشرہ بننا جمہوری اقدار کا مرہون منت ہے۔میں خود بھی بعض اسلامی ممالک میں رہی ہوں اور میں بخوبی واقف ہوں کہ اپنے معاشرہ سے اٹھ کر ایک اجنبی معاشرہ میں جا کر رہنے میں کیا دقتیں پیش آتی ہیں۔ آپ کو بھی ایسے ہی حالات کا سامنا ہے۔اعلیٰ اقدار خواہ مذہبی روایات سے اخذ کی گئی ہوں یا سیکولر روایات ہوں بیشتر امور میں ایک اشتراک اور اتحاد پایا جاتا ہے۔ہمیں اس پر اتفاق کرنا چاہئے۔

منسٹر نے کہا ڈنمارک کی مسجد میں ڈنمارک کا قومی پرچم لہرایا جانا ہمیں بہت اچھا لگا ہے،ہمیں اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔جماعت احمدیہ کی ایک خاص خوبی جو ہمیں بہت پسند ہے کہ وہ ہمیشہ دیگر مذاہب اور اقوام کی تہذیبوں سے ڈائیلاگ میں بہت فعال نظر آتے ہیں۔ڈائیلاگ کے بغیر کبھی افہام وتفہیم نہیں ہوسکی۔ڈائیلاگ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔

منسٹر کے اس ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب ڈنمارک کے چوٹی کے دانشوروں، سیاست دانوں، تجار اور پروفیسرز، ڈاکٹرز اور دیگر مہمانوں سے خطاب کے لئے ڈائس پر تشریف لائے تو نیشنل پریس کے فوٹو گرافرز، جرنلسٹس اور اخبارات کے نمائندوں نے حضور انور کی تصاویر لینی شروع کیں اور خطاب کے آخر تک کھینچتے رہے۔نیشنل ٹی وی نے اپنی ریکارڈنگ کی اور دوسرے میڈیا اور اخبارات نے اپنی ریکارڈنگ کی۔یوں لگتا تھا کہ میڈیا کی بھرمار ہے اور وہ مختلف زاویوں سے تصاویر بنا رہے تھے۔

حضور انور کا خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں فرمایا اسلام کی حقیقی تعلیم قرآن مجید سے ملتی ہے جس کا عملی نمونہ ہم آنحضرت ﷺ کے نمونہ سے اخذ کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی اس تعلیم اور رسول کریم ﷺ کے اس پاک اسوہ کو پھر سے زندہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی کے رنگ میں اس زمانہ میں تشریف لائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج کی دنیا میں فساد اور فتنہ کے اصل محرکات میں سے ایک محرک ایک دوسرے پر بداعتمادی ہے۔مغرب مشرق سے بدظن ہے اور مشرق مغرب سے بدظن ہے۔ایک چھوٹی سی اقلیت جس میں مشرقی بھی ایسے ہی فعال ہیں جس طرح مغربی ہیں ان کی بداعمالیوں کی سزا ساری دنیا کے اشراف کو دی جارہی ہے۔اس اقلیت میں مذہبی لوگ بھی شامل ہیں اور سیاسی بھی۔کسی ایک مذہب یا قوم کو خصوصیت سے ملعون نہیں کیا جانا چاہئے۔مختلف مذاہب اور ملکوں سے ایک طبقہ اس فتنہ اور فساد میں برابر کا شامل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان اس کی طرف جھکے اور اس کی عبادت کرے اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرے، بھوکوں کو کھانا کھلائے، غرباء کی مدد کرے، لوگوں کی مشکلات دور کرے، ایک دوسرے کو معاف کرے، صبر کرے اور ایک دوسرے کا احترام کرے ،تعاون کرے، کسی کو برا بھلا نہ کہے، ہمیشہ ہر ایک سے بھلائی کرے اور عدل وانصاف سے کام لے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے تم بہترین امت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے، بھلائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔بُری باتوں سے روکنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو نہ اس لئے کہ لوگ تم سے تکلیف اٹھائیں اور ظلم وستم سہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو برائی میں پڑا ہو اُس کو اچھی طرح سمجھانا چاہئے۔اچھی طرح اس کو نصیحت کرنی چاہئے۔طاقت استعمال نہیں کرنی چاہئے۔حضور انور نے فرمایا قرآن کریم کی تو یہ تعلیم ہے جو بھی کسی کو ناحق قتل کرتا ہے یا اس کے قتل کے آرڈر کرتا ہے تو گویا اس نے تمام جہان کو قتل کیا۔یہ تعلیم خدا تعالیٰ نے ہم کو دی ہے کہ گویا کسی پر ظلم کر کے اُس کو مارنا تمام لوگوں کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ ہمارا پتہ حسب ذیل ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

حضرت بابا شیر محمد صاحب بنگوی یکہ بان

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 11 نومبر 2004ء میں حضرت بابا شیر محمد صاحب بنگوی رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

جماعت احمدیہ بنگہ ضلع جالندھر سرمائے کے لحاظ سے بہت مفلس اور کم مایہ تھی لیکن ایمان واخلاص اور نور و روحانیت کی دولت سے مالا مال تھی۔ ان بزرگ وجودوں میں ایک نام حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ کا بھی ہے۔ آپؓ کھوجہ قوم کے ایک فرد تھے اور پیشہ کے لحاظ سے ایک غریب یکّہ بان تھے۔ آپ کے ایک بھائی حضرت میاں چانن صاحبؓ بھی ایک مخلص احمدی تھے اور وہ بھی یکہ بانی کرتے تھے۔ آپ نے آخری عمر تک اسی پیشہ کو ذریعہ معاش رکھا۔

حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ تک احمدیت کا پیغام حضرت ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحبؓ گوڑیانی (یکے از 313 اصحاب۔ وفات 9 جون 1921ء) کے ذریعہ 1898ء میں پہنچا تو آپؓ نے بغیر کسی توقّف کے احمدیت کو گلے لگا لیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ اُن دنوں پلیگ ڈیوٹی پر مامور تھے اور اسی سلسلہ میں انہیں بابا شیر محمد صاحب کے یکہ پر سوار ہونے کا موقعہ ملا تھا۔

قبول احمدیت کے بعد پھر اس سچائی کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے حضرت شیر محمد صاحبؓ ہر وقت کوشاں رہتے، سواریوں کو ان کی منزل تک پہنچانے کے علاوہ زندگی کی روحانی منزل تک پہنچانا بھی اپنا فرض سمجھ رکھا تھا۔ حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ 1933ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''شیر محمد ایک یکہ بان اَن پڑھ جاہل تھا مگر تبلیغ کرنے کا اسے سلیقہ آتا تھا۔ جب یکہ چلانے بیٹھتا تو ایک کتاب حضرت صاحب کی ہاتھ میں لے لیتا اور کسی پاس بیٹھے ہوئے کو کہتا کہ مجھے سناؤ اس طرح سے وہ تبلیغ کرتا تھا۔ غرض جاہل، اَن پڑھ اگر مطلب کی مفید باتیں جانتا ہے تو وہ عالم ہے جاہل نہیں ہے''۔

ایک مضمون نگار لکھتے ہیں: ''میاں شیر محمد یکہ والے (جو ایک مخلص اور باعمل احمدی ہیں اور باوجود یکہ کا پیشہ رکھنے کے خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں اور تبلیغ احمدیت کا اہم فرض ہر موقعہ پر ادا کرتے رہتے ہیں) بنگہ سے ہی ہمارے ساتھ ہو لیتے تھے ان کی تبلیغ کا یہ حال ہے کہ اگر گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے اترے تو پانی پلانے والے سے ہی ذکر لے بیٹھے کہ میری سواریاں قادیان سے آئی ہیں مرزا صاحب آئے ہوئے ہیں، مرزا صاحب مسیح تھے، مہدی تھے۔ اور یکّہ میں اپنے پاس اخبار رکھ چھوڑا جہاں کہیں کوئی پڑھا لکھا آدمی سوار ہوا فوراً کہا صاحب! ذرا اسے سنا دیجئے، کیا لکھا ہے اور تبلیغ شروع کردی۔ اس قسم کے باخدا آدمی کے ساتھ سفر کرنا ہمارے لئے موجب برکت تھا''۔

حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ کو حضور علیہ السلام سے گہری عقیدت اور عشق تھا۔ حضورؑ کی وفات کے بعد حضورؑ کے خاندان کی خدمت بجالانا وہ اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ دسمبر 1908ء میں حضرت مصلح موعود، حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ کاٹھ گڑھ ضلع جالندھر کے سفر پر تشریف لے گئے۔ اس دوران دو راتیں بنگہ میں بھی مقیم رہے۔ جب بنگہ سے روانہ ہونے لگے تو حضرت بابا شیر محمد صاحبؓ (یکہ بان) ایک نیا یکہ لے کر کھڑے تھے۔ آپؓ نے عرض کی کہ میرا ایک خواب ہے، حضوراُسے پورا فرمائیں اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے ہیں اور میں نے حضورؑ کو اپنے ٹانگہ میں سوار ہونے کے لئے عرض کی لیکن اس یکہ کا پائیدان نہیں تھا میں نے عرض کی کہ حضورؑ میری پیٹھ پر پاؤں رکھ کر سوار ہوجائیں چنانچہ حضورؑ نے میری عرض قبول فرمائی اور اسی طریق سے یکہ پر سوار ہوگئے۔ اس خواب کے ماتحت میں نے یہ ٹانگہ بنوایا ہے اور دانستہ اس میں پائیدان نہیں لگوایا، اب میں جھکتا ہوں اور حضورؓ میری پیٹھ پر پاؤں رکھ کر سوار ہوجائیں تاکہ میرا خواب پورا ہوجائے۔ محض بابا شیر محمد صاحب کی اس رؤیا کی بناء پر حضرت مصلح موعودؓ نے ان کی پشت پر قدم رکھا اور سوار ہوگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جب 1924ء میں یورپ تشریف لے گئے تو اخبار الحکم نے لکھا: ''احباب اپنے امام و آقا کو اس دینی سفر پر روانہ کرنے اور خدا حافظ کہنے کے لئے دُور دُور سے آرہے ہیں...... بنگہ سے میاں شیر محمد صاحب مشہور یکہ بان جو حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نشان ہیں، آگئے ہیں اور حضرت کے ہمراہ پھگواڑہ تک جائیں گے''۔

آپؓ کو قادیان سے بھی بہت محبت تھی۔ خود موقعہ نکال کر آتے رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ جب مجھے کوئی تکلیف ہوتی ہے یا طبیعت میں پریشانی ہوتی ہے تو میں قادیان آجاتا ہوں، یہاں آکر طبیعت میں سکون اور تسلی ہوجاتی ہے۔ قادیان سے آنے والے مرکزی نمائندوں سے بہت عزت و اخلاص سے پیش آتے اور اپنی یکہ بانی کی خدمات پیش کرتے۔

آپؓ کی وفات پر حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے لکھا کہ صوفی بابا شیر محمد بنگویؓ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں اور اپنی غربت وعسرت میں کبھی صاحبِ امتیاز نہیں تھے لیکن اپنے دل کی صفائی، اپنی عقیدت و اخلاص کی وجہ سے نوری حُلّوں میں ملبوس تھے۔ دنیا دار کی آنکھ اسے نہیں دیکھتی تھی لیکن متقی مومن کی فراست اسے دیکھتے ہی پہچان لیتی تھی اور وہ گدڑی میں لعل تھے۔ آپؓ ایک عام یکہ بان تھے لیکن ضلع جالندھر میں احمدیت کا بنیادی پتھر تھے۔ طبعی طور پر نہایت ذہین اور زیرک تھے۔ یکہ بانوں کی طرح زبان پر گالی گلوچ قطعاً نہ تھی اور لوگوں کو حیرت تھی کہ سالہا سال کے محاورات اور کلمات جو زبان پر جاری ہوگئے تھے وہ یکدم کیونکر موقوف ہوگئے اور ان کی جگہ سبحان اللہ اور استغفراللہ نے کیونکر لے لی مگر یہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک معجزہ تھا۔ ان پر مختلف قسم کی آزمائشوں اور ابتلاؤں کا دَور بھی آیا۔ پے در پے گھوڑے مرگئے اور کئی قسم کے نقصان ہوئے یہاں تک کہ بعض اوقات عرصہ حیات تنگ ہوگیا مگر اس شیر نے ان مصائب میں اپنے مولیٰ سے صدق اور اخلاص کے رشتہ کو آگے بڑھایا، پیچھے قدم نہیں ہٹایا۔ اس کی زندگی عسرت کی زندگی تھی مگر وہ اس میں ہی مست تھا۔ اپنے احمدی بھائیوں سے محبت اور ان کی ہمدردی اس کی فطرت ثانیہ ہوگئی تھی میں جانتا ہوں کہ باوجود خود تنگدست ہونے کے وہ ایک تہی دست شریف احمدی کے بال بچوں کی مخفی طور پر مدد کرتا تھا۔ افسوس ہے کہ اس احمدی کو اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے ابتلا آگیا اور وہ منحرف کی موت مرا مگر صوفی شیر محمد نے اس کے بچوں کے ساتھ اپنے سلوک کو نہ چھوڑا...... حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خلافت کے ساتھ اخلاص وصدق سے وابستہ رہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے زمانہ میں جب فتنہ پیدا ہوا تو وہ بڑے اخلاص اور جوش کے ساتھ اس فتنہ کی مخالفت میں کھڑے رہے اور جب حضرت خلیفہ اولؓ کے وصال پر جماعت میں تفرقہ پیدا ہوا تو انہوں نے دامنِ خلافت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا اور حضرت مسیح موعودؑ کے اہل خانہ سے محبت واخلاص کو اپنے ایمان کا ضروری جزو یقین کرتے تھے۔ وہ نماز اور روزہ کے پورے پابند تھے اور تہجد بھی پڑھتے تھے۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی سے یہ دکھا دیا کہ کس طرح ایک شخص حضرت مسیح موعود کی صحبت میں آکر اپنی زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی کرسکتا ہے۔ ......آنے والی نسلیں شیر محمد ابدال کے نام سے اسے یاد کریں گی۔ میں اپنے جدا ہونے والے بھائی کی موت پر افسوس کے آنسو نہیں بہاتا بلکہ اس کی کامیابی پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ وہ ہم سے پیچھے آکر پہلے خدا کی بادشاہت میں داخل ہوگیا''۔

حضرت شیر محمد صاحبؓ نے ستر برس کی عمر میں 1929ء کے آخر میں وفات پائی۔ آپؓ موصی تھے۔

بائیومیٹرکس - شناخت کا جدید طریقہ

اس وقت انفرادی شناخت کے لئے قومی شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، پاسپورٹ وغیرہ استعمال ہورہے ہیں۔ نیز دستاویزات کی صحت کے لئے انگوٹھا لگانے، دستخط کرنے یا مہر لگانے کا طریقہ رائج ہے۔ چونکہ انسانی ہاتھوں اور انگلیوں پر پائی جانے والی مہین لکیروں کا جال ہر انسان میں مختلف ہوتا ہے اس لئے یہ بھی انفرادی شناخت کا ذریعہ ہے اور خاص طور پر اہم دستاویزات اور جرائم کا سراغ لگانے کے لئے انگلیوں کے نشانات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اس حوالہ سے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 ستمبر 2004ء میں ایک معلوماتی مضمون بائیومیٹرکس سے متعلق شائع ہوا ہے۔

گزشتہ صدی کے آخری عشروں میں ٹیکنالوجی میں بے بہا ترقی اور کمپیوٹر نے شناخت کے تمام فرسودہ طریقے تبدیل کردیئے ہیں۔ چنانچہ اب انسان کی انفرادی پہچان کے لئے ایک جدید اور مؤثر ترین طریقہ Biometrics استعمال ہوتا ہے جس میں انسانی خدوخال اور جسمانی خصوصیات کو شناخت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

دس برس قبل ایک ریاضی دان John Daugman نے ریاضی کی چار مساواتیں وضع کیں جن کی مدد سے انسانی آنکھ کی پتلی (Iris) کو ایک بارکوڈ (Bar Code) کی طرح سکین کرنا ممکن ہوگیا۔ نظریاتی طور پر یہ ٹیکنالوجی اتنی زبردست ہے کہ اسے اپنا لینے کے بعد شناخت کے تمام مروجہ طریقے مسترد کئے جاسکتے ہیں کیونکہ جس طرح انسانی ہاتھوں پر موجود لکیروں کا جال ہر انسان میں منفرد ہوتا ہے اسی طرح آنکھ کی پتلی کے اندر پایا جانے والا پیٹرن بھی ہر انسان میں بالکل منفرد ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دیگر جسمانی خصوصیات جیسے خدوخال کی سکیننگ کے ذریعے بھی شناخت کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اس طرح آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل میں دراصل آپ خود ہی اپنا ''شناختی کارڈ'' ہوں گے۔ اس کے لیے آپ کو صرف لیزر سکیننگ کے عمل سے گزرنا پڑے گا جو چند ثانیے میں آپ کی سکیننگ کردے گا۔

1994ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں ریاضی کے پروفیسر Bernoulli اور ڈوگ مین نے اپنی تحقیق کو پیٹنٹ کروایا لیکن 11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر ہونے والے حملے کے بعد اس تحقیق کو زیادہ سنجیدگی سے لیا گیا اور اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی۔ مغرب میں اب اس ٹیکنالوجی کو شناخت کے حوالے سے کلیدی حیثیت حاصل ہوگئی ہے اور بایومیٹرکس ٹیکنالوجی کے تمام طریقے تیزی سے مقبول ہورہے ہیں جن میں آنکھ کی پتلی کی سکیننگ، فنگر پرنٹ سکیننگ، آواز کے ذریعے شناخت اور چہرے کے خدوخال کے ذریعے شناخت کے طریقے بھی شامل ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی جاپان، جرمنی اور ہالینڈ کے ہوائی اڈوں پر پہلے ہی استعمال ہورہی ہے اور ڈوگ مین کا کہنا ہے کہ ''یہ ایک ایسی انڈسٹری ہے جو وجود میں آنے کو ہے''۔

بائیو میٹرکس ٹیکنالوجی میں آواز کی شناخت (Voice Recognition) کے لئے آواز کی لہروں کو برقی آلات کی مدد سے پرنٹ کرکے شناختی کارڈز پر دیا جاسکتا ہے۔ خدوخال کی پہچان (Face Recognition) کے لئے ایک کیمرہ استعمال کیا جاتا ہے جو تصویر کا عکس کمپیوٹر سسٹم کو منتقل کرتا ہے۔ کمپیوٹر چہرے کے 80 فیصد خدوخال کے لئے عددی مقداریں فراہم کرتا ہے چنانچہ ایسے شخص کی نشاندہی کسی ہجوم میں بھی کی جاسکتی ہے۔

آنکھ کی پتلی (Iris) کی سکیننگ میں مرکزی عدسہ کے اردگرد آنکھ کا گول رنگدار حصہ سکین کیا جاتا ہے۔ اس کے اندر موجود پیٹرن ہر شخص میں منفرد ہوتا ہے اور آنکھ پھوڑے بغیر اسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ اس سکیننگ میں استعمال ہونے والا Security Software ایک ریاضیاتی عمل Demodulation کے ذریعے آنکھ کے خاکے کو Digital ID Code میں تبدیل کردیتا ہے جس سے کسی بھی شخص کی فوری شناخت ہوسکتی ہے۔

چوتھا طریقہ فنگر پرنٹس کی سکیننگ کا ہے۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday October 14 , 2005 | Issue No. 41

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ یورپ کی مختصر جھلکیاں

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی اور مبلغین سلسلہ (جرمنی) کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کارکردگی کا جائزہ اور نہایت اہم تفصیلی ہدایات۔ایک تفریحی پروگرام۔ ڈنمارک میں ورود مسعود، والہانہ استقبال، TV اور اخبارات کے نمائندوں سے انٹرویو۔نیشنل ٹی وی پر حضور انور کا انٹرویو، کوپن ہیگن کے شاہی چرچ کے آرچ بشپ سے ملاقات، Viking میوزیم کا وزٹ، استقبالیہ تقریب میں شمولیت اور خطاب۔

جماعت احمدیہ کا پیغام یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اس سے محبت کرنا سیکھو۔اس کے بغیر وحدت کا قیام ناممکن ہے۔دنیا کے 180 ممالک میں بسنے والے جماعت احمدیہ کے ممبران ملکی قوانین کے پابند اور اپنے ملک کے وفادار پُرامن شہری کے طور پر ایک نمونہ ہیں۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

4ستمبر 2005ء بروز اتوار:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الرشید ہمبرگ میں نماز فجر پڑھائی۔

فیملی ملاقاتیں

صبح دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ہمبرگ شہر اور اس کے اردگرد کی جماعتوں کے 33 خاندانوں کے 160 افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ بارہ بجے تک جاری رہا۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ سوا بارہ بجے شروع ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔حضور انور نے جنرل سیکرٹری سے جماعتوں سے موصول ہونے والی ماہانہ رپورٹس کے بارہ میں دریافت فرمایا۔اس پر جنرل سیکرٹری نے بتایا کہ ریجنل امراء اپنے اپنے ریجن کی جماعتوں سے رپورٹ اکٹھی کر کے بھجواتے ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا **ریجنل امراء کا کام** رپورٹس اکٹھی کرنا نہیں ہے۔ان کا کام جماعتوں کو Active کرنا ہے۔ ریجنل امراء بحیثیت نمائندہ نیشنل امیر نگران ہیں نہ کہ امیر اور جماعتوں کے درمیان رابطہ ہیں۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ **نیشنل مجلس عاملہ ہر دوسرے مہینے اپنے اجلاس میں نمازوں کی صورتحال کا جائزہ لے**۔خاص طور پر ایجنڈا میں نمازوں کے جائزہ کو رکھیں۔لوکل لیول پر بھی تمام جماعتوں میں مجالس عاملہ نمازوں کے بارہ میں غور کیا کریں۔اگر نتائج صحیح نہیں آرہے تو معلوم کریں کیا وجوہات ہیں۔کس طبقہ میں نمازیں نہ پڑھنے کا رجحان ہے۔بعض دفعہ یہ وجہ بن جاتی ہے کہ فلاں امام الصلوٰۃ ہے اس لئے وہاں نماز نہیں پڑھنی۔اگر ایسی صورتحال ہے تو مربّیان کو اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے اور اصلاح کرنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا یہ غور ہونا چاہئے کہ کس کس سنٹر میں نماز میں کمی ہے یا جو پہلے مسجد آرہا تھا اب نہیں آرہا۔اس کی اولاد نہیں آرہی۔کیا وجہ ہے۔پھر اصلاحی کارروائی ہو۔پھر یہ جائزہ لیں کہ اصلاح کا جو طریق کار سوچا تھا اس میں کامیابی نہیں ہوئی تو پھر مزید سوچیں کہ کس طرح اصلاح کی جاسکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال نیشنل مجلس عاملہ جرمنی کی میٹنگ میں جو ہدایات سیکرٹریان کو دی تھیں باری باری تمام سیکرٹریان سے ان ہدایات پر عمل درآمد کی رپورٹ حاصل کی۔

سیکرٹری تربیت سے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ کتنی جماعتوں نے آپ کو سُست لوگوں کی فہرست مہیّا کی ہے اور آپ نے وہ فہرست آگے مربّیان کو دی ہے۔حضور انور نے فرمایا جب ایسے افراد کی لسٹ ہی نہیں تو پھر کس طرح کام ہوگا، کس طرح اصلاحی کاروائی ہوگی۔

حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس بارہ میں **اصلاحی کمیٹی** نے کیا کام کیا ہے۔حضور انور نے فرمایا پہلے لسٹیں بنائیں اور پھر پرسنل رابطے کریں۔رابطوں کے بعد ان کو سمجھایا جائے۔حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ باقاعدہ رزلٹ آنا چاہئے کہ کتنوں کے بارہ میں شکایت تھی۔کتنوں کی اصلاح ہوئی ہے۔ان کا تعاون حاصل ہوا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا باوجود کوشش کے جن کا تعاون حاصل نہیں ہوسکا تو ان کی لسٹ مجھے بھجوائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مبلغین کو ہدایت فرمائی کہ جن معاملات، مسائل کا تعلق فتویٰ سے ہے اس بارہ میں اپنے خیال کا اظہار ہرگز نہ کریں کہ میرے خیال میں ایسا ہے۔بلکہ مسئلہ دریافت کرنے والے کو یہ بتایا جائے کہ مرکز سے، مفتی سلسلہ سے پوچھ کر بتائیں گے۔حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جہاں ابہام ہو کہ یہ بھی ہوسکتا ہے، یہ بھی ہوسکتا ہے تو اس بارہ میں اپنی رائے کا اظہار نہ کریں بلکہ مفتی سلسلہ سے پوچھ لیا کریں۔حضور انور نے ایک معاملہ مفتی سلسلہ کو بھجوانے کی ہدایت فرمائی۔

نماز کی کتاب اور دوسرے **لٹریچر کا جائزہ** لیتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ یہاں جماعتی لٹریچر میں امام غزالیؒ یا بعض دوسرے اماموں کی تشریحات ہیں، جب حکم و عدل آگیا تو اس کی بات مانی جائے گی۔پہلی سب باتیں ختم ہوجائیں گی۔امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ مرکز نے نماز کی جو کتاب تیار کی ہے اب اس کے مطابق یہاں جرمن زبان میں نماز کی کتاب تیار کی جارہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو کتب آپ دوبارہ شائع کرنا چاہتے ہیں ان میں پہلے غلطیوں کی اصلاح کریں پھر شائع کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا لٹریچر اتنا بتائے جو ضروری ہے۔باقی جو اضافی دعائیں کرنا چاہے کرے، لٹریچر میں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

سکولوں میں بچیوں کی سوئمنگ کے بارہ میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ بچیوں کو تعلیم دیں کہ تم نے خود بیان دینا ہے کہ ہم اس طرح سوئمنگ کے لئے نہیں جاسکتیں۔اسلام نے دس سال کی عمر میں نمازوں کی تاکید کی ہے۔فرمایا اس عمر میں بچوں کو سمجھ آجاتی ہے۔جب بچیاں اس عمر کو پہنچتی ہیں تو ان کو اپنی عصمت اور تقدس کا پتہ ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا تربیت کا شعبہ فعّال ہونا چاہئے۔ لجنہ کو فعّال ہونا چاہئے۔بچیوں کی اس طرح تربیت ہو کہ ان کو خود سمجھ آجائے کہ کیا کرنا ہے۔

سیکرٹری تربیت نومبائعین سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ گزشتہ تین سالوں میں جو نومبائعین تھے ان میں سے کتنوں کو اس وقت نظام میں شامل کر چکے ہیں۔حضور انور نے فرمایا ٹیم بنائیں، رابطے کریں اور جہاں نومبائعین نے ہجرت کی ہے وہاں رابطے کریں۔مستقل رابطے رکھیں اور کوئی بھی نومبائع ضائع نہیں ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تربیت کا کام مبلغین کا ہے تو تربیت کا کام جماعت کے عہدیداران کا بھی ہے، سب سے پہلے اپنی تربیت کا کام ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ کمیٹیاں بنانے کے بعد معاملات اور ظلم بجائے کم ہونے کے پہلے سے بڑھ گئے ہیں۔اس بارہ میں اصلاحی کمیٹیاں، مبلغین اور مجلس عاملہ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔فرمایا طلاقیں ہورہی ہیں۔ماں باپ کی طرف سے ظلم بڑھتا جارہا ہے۔برداشت کا مادہ کم ہورہا ہے۔یہ اس لئے ہے کہ یا تو حالات بہتر ہورہے ہیں یا مزید خراب ہورہے ہیں، دونوں صورتوں میں ایسا ہوتا ہے۔حضور انور نے فرمایا کہ اس بارہ میں سوچیں اور وجوہات معلوم کریں۔

ایک سوال پر کہ **گھریلو جھگڑوں میں کس حد تک ہم گھر میں دخل اندازی کرسکتے ہیں؟**۔ تو اس پر حضور انور نے فرمایا جب آپ کے نوٹس میں بات آجاتی ہے تو آپ بار بار رابطہ کر کے، ذاتی تعلق پیدا کر کے اس کو سمجھا تو سکتے ہیں۔نہ بھی سمجھائیں لیکن ذاتی تعلق تو پیدا کر سکتے ہیں۔فرمایا ذاتی تعلق پیدا ہوگا تو پھر اصلاح بھی ہوجائے گی۔فرمایا آپ کا اعتماد قائم ہونے کی بات ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **عاملہ کے ممبران اور مبلغین** سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں پر دوسروں کا وہ اعتماد نہیں ہے جو ہونا چاہئے۔ شکایتوں سے لگتا ہے کہ گویا آپ پارٹی ہیں۔فرمایا: اپنا اعتماد بحال کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ایک شکایت یہ آرہی ہے کہ عورتوں سے جھگڑوں کے بارہ میں صلح کروانے کے لئے بعض ایسے ذاتی سوال پوچھے جاتے ہیں جن کی پوچھنے کی اجازت نہیں ہے۔صلح کے لئے ایسے سوالات کی کوئی ضرورت نہیں۔ان کا اصلاحی کارروائی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ فریقین کی علیحدہ علیحدہ بات سنیں اور پھر ان کو سمجھائیں کہ صلح کرو۔آپ لوگوں کو ذاتی باتوں کے بارہ میں سوال کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔امور عامہ میں بھی یہ باتیں آتی ہیں۔عورت سے بات کرنے کا حجاب ہونا چاہئے۔خواہ عورت کیسی ہی ہو اس کی اپنی عزّت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا بعض اوقات لجنہ ممبر بھی ایسے سوالات کر جاتی ہیں۔فرمایا: ذاتیات میں نہیں جانا چاہئے۔حضور انور نے فرمایا بے شک اس بارہ میں عہدیداران کو ٹریننگ دیں لیکن تقویٰ ہونا چاہئے۔نظر آرہا ہوتا ہے کہ جو سوالات کئے جارہے ہیں وہ صرف Pleasure کے لئے پوچھا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **ریجنل امیر کا کام** یہ ہے کہ اگر امیر کوئی بات ان کو کہیں تو وہ عمل کریں اور اگر کوئی بات دیکھیں تو مطلع کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **سیکرٹری مال** کو ہدایت فرمائی کہ بجٹ میں جو کمی رہ گئی ہے وہ دور کریں۔ فرمایا چندہ عام لازمی چندہ ہے اس کی سو فیصد وصولی کریں اور چندہ عام پوری شرح سے وصول کریں اور پھر جو زائد رقم ہو وہ

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں